وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

المزمل ٤

کتاب التجوید

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

ایم اے ، ایم او ایل ، پی ایچ ڈی

ایم اے عربی ، اردو ، فارسی ، اسلامیات

جامع مسجد الفرقان ملیر کینٹ بازار کراچی

کتاب التجوید

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن
ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی
ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

جامع مسجد الفرقان ملیر کینٹ بازار کراچی

www.foyuz.blogspot.com

فہرست کتاب التجوید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقدیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و من تبعھم باحسان الی یوم الدین و بعد!

تجوید وقراءت کی اہمیت اور فضیلت مسلم ہے اس مبارک فن کی تحصیل اور اس میں مہارت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے قواعد وضوابط معلوم ہوں اور کسی مشاق و پختہ قاری سے ان کی عملی مشق کر کے قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ صحیح پڑھا جائے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَرَتَّلۡنٰهُ تَرۡتِيۡلًا (الفرقان:۳۲)

''ہم نے قرآن کو ترتیل سے نازل کیا ہے۔''

وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا (المزمل:۴)

''اور قرآن کو آہستہ آہستہ ترتیل سے پڑھو۔''

ترتیل کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

اَلتَّرۡتِيۡلُ هُوَ تَجۡوِيۡدُ الۡحُرُوۡفِ وَمَعۡرِفَةُ الۡوُقُوۡفِ

''ترتیل حروف کو عمدگی کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کی معرفت کا نام ہے۔''

تجوید کے لفظی معنی ''اَلۡاِتۡيَانُ بِالۡجَيِّدِ'' کسی کام کو عمدگی سے ادا کرنے

www.fovuz.blogspot.com

کے ہیں اور اصطلاحی معنی قرآنی حروف کو مع ان کی صفات کے ان کے صحیح مخارج سے ادا کرنے کے ہیں۔

بعض علماء نے یوں لکھا ہے "اَلتَّجْوِیْدُ هُوَ التَّصْحِیْحُ وَ التَّحْسِیْنُ وَالتَّزْئِیْنُ" کہ تجوید Gt لفظی، تحسین اور تزئین وزینت کا نام ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ

"تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید سیکھتے اور سکھلاتے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

خَیْرُکُمْ مَّنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاَقْرَئَهٗ

"تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے رہتے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

تَقْرَءُوا الْقُرْآنَ کَمَا عُلِّمْتُمْ

"قرآن مجید کو اسی طرح پڑھو جیسے تمہیں سکھلایا گیا ہے۔"

علامہ جزری رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ　　مَنْ لَّمْ یُجَوِّدِ الْقُرْآنَ آثِمٌ

لِاَنَّهٗ بِهٖ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا　　وَهٰکَذَا مِنْهُ اِلَیْنَا وَصَلَا

تجوید کا حصول نہایت ضروری ہے جو قرآن مجید کو تجوید سے نہ پڑھے گا

گنہگار ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ اتارا ہے اور ہم تک اسی طرح ہی پہنچا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم اور سید تنویر محمد صاحب کی عنایت سے کتاب التجوید کے چھٹے ایڈیشن کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دربار میں قبول فرمائے، تمام مسلمان بہن بھائیوں کو اس سے بھر پور فائدہ حاصل کرنے کی توفیق بخشے اور مؤلف مخیر اور پبلشر کے حق میں اسے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین

طالب رحمت

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

تعارف قرآن

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ دیگر الہامی کتابوں کے برعکس بعض علماء کے نزدیک اس کے ننانوے کے قریب صفاتی نام ہیں جو اس کی عظمت وفضیلت اور بلندیٔ مرتبہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں ان میں سے چھ نام زیادہ مشہور ہیں۔

۱۔ اَلْکِتَابُ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

(البقرۃ:۲)

''یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلام الٰہی ہے۔ اللہ سے) ڈرنے والوں کی رہنما ہے۔''

۲۔ اَلْقُرْاٰنُ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ

(البقرہ:۱۸۵)

''رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے۔''

فائدہ: قرآن مجید میں لفظ قرآن چھیاسٹھ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

۳۔ اَلذِّكْرُ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر:۹)

''بیشک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔''

۴۔ اَلْوَحْیُ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۝ (الانبیاء:۴۵)

’’کہہ دو کہ میں تم کو اللہ کے حکم کے مطابق نصیحت کرتا ہوں۔‘‘

۵۔ اَلْفُرْقَانُ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ (الفرقان:۱)

’’وہ اللہ بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ جہان والوں کو ہدایت کرے۔‘‘

۶۔ اَلرُّوْحُ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا

(الشوریٰ:۵۲)

’’اوراسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے قرآن بھیجا ہے۔‘‘

www.foyuz.blogspot.com

نزولِ قرآن

قرآن مجید لوحِ محفوظ سے یک بارگی بیت العزت آسمان دنیا پر اتارا گیا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ○ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ○

(سورۃ البروج:۲۱،۲۲)

ان دو آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید لوحِ محفوظ میں موجود تھا۔ کس کیفیت میں تھا اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا، ہمارا کام بس یہی ہے کہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی تصدیق کریں۔

اور یہ نزول رمضان کی شب ''شب قدر'' میں ہوا۔ سورۂ دخان میں مبارک رات کا نام بھی دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

(البقرہ:۱۸۵)

''رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے۔''

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ (القدر:۱)

''بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔''

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ ○ (سورۃ الدخان: ۲)

''بیشک ہم نے اس (قرآن) کو مبارک رات میں نازل فرمایا۔''

ان تینوں آیتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید یکبارگی رمضان کی مبارک رات ''شب قدر'' میں نازل ہوا۔ پھر اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تقریباً ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا اترتا رہا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَٰهُ تَرْتِيلًا ○ (الفرقان: ۳۲)

''اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اتارا گیا، (اس طرح آہستہ آہستہ) اس لئے اتارا گیا کہ اس سے تمہارے دل کو قائم رکھیں اور اسی واسطے ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں۔''

''اگر غور کرو گے تو اس طرح نازل کرنے میں بہت سے فوائد ہیں جو دفعتاً (یکبارگی) نازل کرنے کی صورت میں پوری طرح حاصل نہ ہوتے مثلاً اس صورت میں قرآن کا حفظ کرنا زیادہ آسان ہوا۔ سمجھنے میں سہولت رہی، کلام پوری طرح منضبط ہوتا رہا اور جن مصالح و حکم کی رعایت اس میں کی گئی تھی لوگ موقع بہ موقع ان کی تفاصیل پر مطلع ہوتے رہے، ہر آیت کی جداگانہ شانِ نزول کو دیکھ کر اس کا صحیح مطلب متعین کرنے میں مدد ملی، ہر ضرورت کے وقت ہر بات کا بروقت جواب ملتے رہنے سے پیغمبر اور مسلمانوں کے قلوب تسکین پاتے رہے اور ہر آیت کے نزول پر گویا دعوائے اعجاز کی تجدید ہوتی رہی، اس سلسلہ میں جبریل کا بار بار آنا جانا ہوا جو ایک مستقل

www.foyuz.blogspot.com

برکت تھی۔'' (فوائد عثمانی)

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ
وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۝ (بنی اسرائیل:۱۰٦)

''اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے۔''

انزالِ قرآن سے مقصود اصلی مطلب سمجھ کر اس پر عمل کرنا ہے جسے تدبر و تذکر کہتے ہیں لیکن اس کے نفس الفاظ وحروف بھی نور و برکت سے خالی نہیں۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ
وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝ (ص:۲۹)

''یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تا کہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔''

''اسی لئے سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھیں تا کہ وظیفہ کے طور پر تلاوت کرنا بھی سہل ہو اور سننے والوں کے لئے حفظ وفہم میں بھی آسانی رہے اور آہستہ آہستہ اس لئے اتارا کہ جیسے حالات پیش آئیں ان کے مناسب ہدایات حاصل کرتے رہیں تا کہ وہ جماعت جسے آگے چل کر دنیا کا معلم بننا تھا ہر آیت وحکم کے موقع محل کو بخوبی ذہن نشین کر کے یاد رکھ سکے اور آنے والی نسلوں کے لئے کسی آیت کے بے موقع استعمال کرنے کی گنجائش نہ چھوڑے۔'' (فوائد عثمانی)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سب سے پہلی وحی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی وہ خواب میں بصورت رؤیائے صالحہ (سچے خواب) تھی۔

آپ ﷺ جو خواب دیکھتے وہ صبح کے روشن اجالے کی طرح سچ نکلتا تھا پھر آپ ﷺ کو تنہائی محبوب ہوگئی، غار حرا میں جا کر آپ ﷺ تنہا کچھ دن بسر کرتے تھے اور گھر آنے سے پہلے کئی کئی شب عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی ساتھ لے جاتے تھے جب وہ سامان ختم ہوجاتا تو گھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے اور پھر نیا سامان لے کر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے یہاں تک کہ غار میں ہی حق آپ ﷺ کے سامنے آیا اور وہ فرشتہ آپ ﷺ کے پاس پہنچا اور اس نے کہا ''پڑھ'' آپ ﷺ نے فرمایا ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس فرشتہ نے مجھے پکڑ کر اتنا دبایا کہ میں تھک گیا پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا اِقْرَاْ ''پڑھ'' میں نے پھر وہی جواب دیا (مَا اَنَا بِقَارِیءٍ) کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اب اس فرشتہ نے مجھ کو پکڑ لیا اور پھر دبایا یہاں تک کہ میں تھک گیا، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○

(سورۃ العلق:۱۔۵)

''پڑھ! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے جس نے پیدا کیا ہے انسان کو جمے ہوئے خون سے، پڑھ اور تیرا رب بزرگ اور کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا''۔

آپ ﷺ ان آیتوں کے ساتھ گھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے

قلب مبارک لرز رہا تھا، فرمایا مجھے کمبل اڑھا دو، آپ ﷺ کو کمبل اڑھا دیا گیا یہاں تک کہ ڈر کی وہ حالت جاتی رہی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لئے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں۔ ورقہ ایامِ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور انجیل کو حسب توفیق عبرانی میں لکھا کرتے تھے اور کافی بوڑھے ہو گئے تھے۔ ان سے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا بھائی ذرا اپنے بھتیجے کی بات سنو، ورقہ نے کہا بتایئے۔ اس پر آپ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا کہہ سنایا ورقہ بولے یہ وہی ناموس (محرم راز) ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر نازل کیا تھا اے کاش! میں اس وقت جوان ہوتا۔ اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا جب تمہاری قوم تم کو نکال دے گی۔ آپ ﷺ نے پوچھا ''کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟'' انہوں نے جواب دیا ''ہاں'' جو چیز تم لے کر آئے ہو وہ ایسی ہے کہ جو کوئی بھی اس کو لیکر آیا اس کے ساتھ دشمنی کی گئی اگر میں اس دن تک زندہ رہا تو میں تمہاری بھرپور مدد کروں گا۔ اس واقعہ کو پیش آئے چند روز ہی ہوئے تھے کہ ورقہ کا انتقال ہو گیا۔''

(بخاری کتاب الوحی)

www.fovuz.blogspot.com

پہلی اور آخری وحی

پہلی وحی تو سورۂ ''p'' کی یہی ابتدائی پانچ آیات تھیں اور آخری وحی ''وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ○ ہے۔ (البقرہ:۲۸۱)

'' اور اس دن سے ڈرو جب کہ تم اللہ کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کا کچھ نقصان نہ ہوگا''۔

اس وحی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل نو دن دنیا میں رہنے کے بعد وصال فرما گئے۔

مکی اور مدنی سورتیں:

نبوت کے بعد تیرہ سال تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام مکہ مکرمہ میں رہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکی دور میں ہجرت سے پہلے جو سورتیں نازل ہوئیں وہ مکی اور جو ہجرت کے بعد مدنی دور میں نازل ہوئیں وہ مدنی ہیں۔قرآن مجید کی کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔مکی سورتوں کی تعداد ۸۶ اور مدنی کی ۲۸ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو آیت اور سورت اترتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی لکھنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم سے لکھوالیا کرتے تھے اور ساتھ ہی ان کا مقام اور جگہ کا تعین بھی فرمادیا کرتے تھے۔قرآنی آیات اور سورتوں کی موجودہ ترتیب توقیفی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی ہے۔

فائدہ: سورت۔سور سے مشتق ہے،سور شہر کی فصیل اور دیوار کو کہتے ہیں۔

www.fovuz.blogspot.com

جس طرح فصیل سے شہر زمین کے دوسرے حصوں سے åaG ہو جاتا ہے اسی طرح سورت بھی قرآن کے ایک حصے کو دوسرے حصے سے åaG ہ کرتی ہے۔

اصطلاحِ شرع میں سورت سے مراد قرآن کا وہ حصہ ہے جس کا باقاعدہ آغاز اور نقطۂ آخر ہے اور بذریعہ وحی ممتاز اور åaG ہ کر دیا گیا ہے۔

منزلیں:

قرآن پاک کی سات منزلیں ہیں۔ سورۂ فاتحہ سے پہلی، مائدہ سے دوسری، یونس سے تیسری، بنی اسرائیل سے چوتھی، شعراء سے پانچویں، و الصّٰفّٰت سے چھٹی اور ق والقرآن المجید سے ساتویں شروع ہوتی ہے اور ان کا مجموعہ "فَمِیۡ بِشَوۡقٍ" ہے۔ قرآن پاک کے حاشیہ میں جہاں سے منزل شروع ہوتی ہے وہاں باقاعدہ " منزل" لکھا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں حاشیئے پر "ع" کا نشان بھی ہوتا ہے اور اس "ع" کے اوپر، درمیان میں اور نیچے ہندسے لکھے ہوتے ہیں۔ "ع" رکوع کی علامت ہے "ع" کے اوپر ہندسے کو سورت کے رکوع کا نمبر، نیچے کے ہندسے کو پارے کے رکوع کا نمبر اور درمیان کے ہندسوں کو رکوع کی آیات کی تعداد سمجھا جائے۔

فائدہ: آیت کے معنی علامت کے ہیں اور اصطلاح میں سورت کا وہ جملہ جو دوسرے کلام سے جدا ہو۔

رکوع کے لغوی معنی جھکنے کے ہیں اور اصطلاح میں پارے کے حصوں میں سے ایک حصہ۔

قرآن مجید میں ۵۵۸ رکوع اور ۶۲۳۶ آیات ہیں۔

اسی طرح قرآنِ مجید میں حاشیئے پر "السجدہ" لکھا ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ

رحمہ اللہ کے نزدیک یہ تعداد میں چودہ جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک پندرہ ہیں۔ ان آیات سجدہ کو پڑھنے اور سننے سے سجدہ کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ کھڑے ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے سجدے میں جا کر تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ کر اٹھ جائیں بس سجدہ ادا ہو گیا۔ اگر کسی نے بیٹھے بیٹھے سجدہ کر لیا تو بھی ادا ہو گیا۔

تدوین قرآن

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآن پاک حفظ کیا اور کاتبین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے پاس لکھ کر محفوظ کرلیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس پورا قرآن لکھا ہوا موجود تھا مگر یکجا نہ تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت ١٢ھ میں جنگ یمامہ میں جب بہت سے نامی گرامی حفاظ وقراء نے جام شہادت نوش کیا تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فکر لاحق ہوئی کہ اس طرح کہیں قرآن ضائع نہ ہوجائے۔ اس کا تذکرہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ بحث وتمحیص کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کام کے لئے مشہور حافظ، قاری اور کاتب وحی حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا، انہوں نے مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان اجزاء کو اکٹھا کرکے ایک مصحف میں جمع کردیا۔ قرآن کا یہ سرکاری نسخہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ام ا[illegible]منین [illegible] بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتوحات اسلامیہ کی وجہ سے اسلام دور دور تک پھیل گیا، تو ٢٥ھ میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فتح ارمینیہ اور آذربائیجان کے دوران قراءت کا اختلاف محسوس کیا تو واپس آکر رپورٹ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرکردہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کرکے مشورہ کیا جس میں طے پایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سرکاری نسخہ کی مزید نقول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی

اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ پر مشتمل کمیٹی سے تیار کروا کر مختلف شہروں میں بھجوا دی جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس غرض کے لئے حضرت [illegible]~آ رضی اللہ عنہما سے وہ نسخہ منگوا کر اس کمیٹی کے حوالے کیا اور اسے ہدایت کی کہ اگر کسی لفظ کی تحریر میں تمہارے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی اختلاف پیدا ہو تو اسے قریش کی زبان میں ہی لکھیں کہ قرآن انہی کی زبان میں ہی نازل ہوا ہے۔ تَابُوۡتُ کے کلمہ کے علاوہ اور کسی بات میں ان کا اختلاف نہیں ہوا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ یہ اَلتَّابُوۡةُ لکھا جائے جب کہ تینوں قریشی حضرات کا کہنا تھا کہ لمبی ''ت'' سے لکھا جائے جب یہ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو انہوں نے بھی لمبی ''ت'' کے ساتھ لکھنے کا حکم دیا۔ جب یہ کام مکمل ہو گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو نسخہ حضرت [illegible]~آ رضی اللہ عنہا سے منگوایا تھا انہیں حسب وعدہ واپس کر دیا اور اسلامی حکومت میں اس تازہ نسخہ کی نقول درج ذیل شہروں کو بھجوا دی گئیں۔

(۱) مکہ مکرمہ (۲) بصرہ (۳) کوفہ

(۴) شام (۵) مدینہ منورہ

(۶) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک نسخہ اپنے پاس رکھا۔

(۷) بحرین (۸) یمن۔ اور باقی نسخوں کو تلف کرنے کا حکم دیدیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں قرآن کے منتشر اجزاء کو ضائع ہونے سے بچانے کی خاطر یکجا کرایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی قرآن کی نقول تیار کر کے لوگوں کو ایک قرآن پر جمع کیا۔

فضائلِ قرآن

قرآن مجید نہایت فضیلت والی کتاب ہے، اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر اس کو شفاء، رحمت، ہدایت، تبیان، نور، نورِ مبین، کتابِ عزیز، فرقان، قرآنِ عظیم اور قرآنِ مجید ایسے عظیم الشان ناموں سے تعبیر کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان سب ناموں سے اس کی عظمت وفضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔

قرآن مجید کی بنیادی صفت یہ ہے کہ وہ شک سے پاک اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔اس حقیقت کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ○

(البقرۃ:۲)

’’یہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں شک کی گنجائش نہیں ۔ پرہیز گاروں کے لئے یہ ذریعۂ ہدایت ہے‘‘۔

اس سے بڑھ کر اس کی کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ اللہ نے اس کو موعظت، شفا، ہدایت، خیر، رحمت اور اپنا فضل قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ○قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ○(یونس:۵۷۔۵۸)

’’لوگو! تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور ان (بیماریوں) کی جو سینوں میں چھپی ہوئی ہیں، شفا آچکی ہے اور ایمان والوں

کے لئے وہ ہدایت اور رحمت ہے۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم â2 کہہ دیجئے
کہ یہ (قرآن) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی وجہ سے ہے
پس اس سے انہیں خوش ہونا چاہئے وہ اس (مال) سے بہتر ہے جو
وہ جمع کرتے ہیں''۔

اس کے بے شمار فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ یہ تمام جہانوں کے لئے ذکر اور نصیحت ہے:

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ○ (ص:۸۷)

''یہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے
بڑے شرف کی چیز ہے۔''

وَاِنَّهٗ لَذِكۡرٌ لَّكَ وَلِقَوۡمِكَ‌ ۚ وَسَوۡفَ تُسۡـَٔـلُوۡنَ ○
(الزخرف:۴۴)

''یقینا یہ (قرآن) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم
کے لئے بڑے شرف کی چیز ہے اور عنقریب تم سے اس کے
بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

قرآن مجید کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے، سراسر حق ہے، لوگوں کو حق کی دعوت دیتا ہے اور اس کی تمام باتیں حق وصداقت پر مبنی ہیں۔ارشاد ہے:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰهَ
مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ ○ (الزمر:۲)

''(اے رسول اکرم! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیشک ہم نے آپ کی طرف حق

کے ساتھ کتاب (قرآن) نازل کی، سو آپ اللہ کی عبادت، خالص اسی کی اطاعت کرتے ہوئے کریں''۔

قرآن مجید کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری بھی اللہ نے خود اپنے اوپر لی ہے۔فرمایا:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ○ (القیامۃ:۱۷۔۱۹)

''بلاشبہ اس کے جمع کرنے اور پڑھانے کے ذمہ دار ہم خود ہی ہیں سو جب ہم اس کو (جبریل کے ذریعے) پڑھیں تو اس کے بعد آپ بھی قراءت کریں۔ پھر اس کی وضاحت کرنا اور سمجھانا بھی ہمارا ذمہ ہے''۔

فضائل قرآن میں سے ایک بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے معانی و مطالب کے اعتبار سے نہایت آسان ہے اور الفاظ و انداز کے لحاظ سے بھی اس میں بڑی آسانی پائی جاتی ہے۔ اس کے سمجھنے اور یاد کرنے میں کوئی دقت حائل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں اس کے حافظ اور بے شمار اس کے مطالب بیان کرنے والے موجود ہیں اور یہ چیز اس کے عظیم فضل و کمال پر دلالت کرتی ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○
(القمر:۱۷،۲۲،۳۲،۴۰)

''ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔ کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے''۔

قرآن کی فضیلت کا اظہار اس حقیقت سے بھی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو ایسی

فکری اور عملی راہ پر گامزن کرتا ہے جو ہر اعتبار سے سیدھی اور استوار ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ○ (بنی اسرائیل:۹)

''بلاشبہ یہ قرآن اس راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھی راہ ہے اور ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے رہتے ہیں، بشارت دیتا ہے کہ انہیں بڑا اجر ملنے والا ہے''۔

تین امور میں مشغول رہنا قرآن کی رُو سے سب سے بڑی عبادت ہے۔ ایک تلاوت قرآن دوسرے اقامت صلوٰۃ اور تیسرے انفاق۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ○ (الفاطر:۲۹)

''جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں یقینا وہ ایک ایسی تجارت کے متوقع ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہ ہوگا''۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ۔ (بخاری)

''تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن کی تعلیم

حاصل کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ ، وَالَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَ یَتَتَعْتَعُ فِیْهِ وَ هُوَ عَلَیْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ۔ (البخاری)

'' قرآن میں مہارت رکھنے والا ، مرتبے کے اعتبار سے ان فرشتوں کے ساتھ ہے جو لکھنے والے نیکو کار ہیں اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرنے میں اٹکتا ہے اور اس میں دقت محسوس کرتا ہے اس کے لئے دو اجر ہیں''۔

قرآن مجید پر عمل پیرا ہونے والے ہی دینی و دنیوی رفعت حاصل کرتے ہیں۔ ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَاماً وَّ یَضَعُ بِهٖ اٰخَرِیْنَ۔ (مسلم)

'' اللہ تعالیٰ قرآن کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو مقام بلند عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پستی و ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے''۔

قرآن مجید کے ایک ایک حرف پڑھنے پر انسان دس نیکیوں کا مستحق ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَّ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ ،

اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيْمٌ حَرْفٌ (الترمذی)

”جو شخص اللہ کی کتاب سے ایک حرف بھی پڑھتا ہے، اسے اس کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے، اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر قرار پاتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الگ الگ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے“۔

قرآن مجید سے صرف اس کا پڑھنے والا ہی فیض یاب نہیں ہوتا بلکہ قیامت کے روز اس کے والدین کو بھی نور کا ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی۔

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَ عَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجاً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ، ضَوْءُ هٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا ۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

”جو شخص قرآن پڑھے اور اس کے احکام پر عمل پیرا بھی ہو تو قیامت کے دن اس کے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی زیادہ ہوگی جو کہ اس دنیا میں تمہارے گھروں میں پہنچ رہی ہے۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ جو شخص خود اس قرآن پر عمل کر رہا ہو اس کی حالت کس درجہ بلند اور بہتر ہوگی“۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس کو یاد کیا اس کی حلال ٹھہرائی ہوئی چیزوں کو اپنے لئے حلال ٹھہرایا، اور جن چیزوں کو اس نے حرام قرار دیا ہے ان کو حرام گردانا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا، جن پر دوزخ واجب ہو چکا ہوگا۔
(مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

☆ جس شخص کے قلب میں قرآن کا کوئی حصہ بھی موجود نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (مشکوٰۃ)

☆ میری امت کا شرف وافتخار قرآن ہے۔ (حلیہ)

☆ قرآن پڑھنے والے اور اس پر عمل پیرا اللہ کے خاص لوگ ہیں۔
(نسائی، ابن ماجہ)

☆ تلاوت کو اپنے اوپر لازم کر لو یہ تمہارے لئے دنیا میں نور اور آخرت میں ذخیرہ ہے۔ (ابن حبان)

☆ قرآن کریم پڑھنے سے گھروں میں [illegible] نازل ہوتی ہے، رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ اپنے پاس والوں پر ان کا تذکر کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

☆ قرآن کریم باعث رشک ہے۔ (بخاری)

☆ قرآن پڑھا کرو کہ یہ قیامت کے دن اپنے تلاوت کرنے والے کی شفارش کرے گا۔ (مسلم)

ایک حدیث میں ہے:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَحَفِظَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ

(ابن ماجہ)

”جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کو حفظ کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کریں گے“۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ صاحب قرآن سے (قیامت کے دن) کہا جائے گا:

اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَأُهَا۔

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

”قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا، پس تیرا مقام وہی ہے جہاں آخری آیت پڑھتے ہوئے پہنچے“۔

قرآن میں مشغولیت کے سبب اگر کسی کو ذکر اللہ اور دعائیں مانگنے کا بھی موقع نہ ملے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مانگنے والوں کی نسبت زیادہ عطا کرتے ہیں۔

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کی مشغولیت کی وجہ سے میرا ذکر کرنے اور دعا مانگنے کی فرصت نہیں ملتی میں اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ کے کلام (قرآن مجید) کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی خود اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر“۔

www.fovuz.blogspot.com

آدابِ تلاوتِ قرآن

۱...... تلاوت سے پہلے وضو کر لینا چاہئے اس لئے کہ بغیر وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ○ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ○ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (الواقعہ:۷۷۔۸۰)

’’یہ ایک مکرم قرآن ہے، جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے، اس کو پاک لوگ ہی ہاتھ لگاتے ہیں، یہ پروردگارِ عالم کی طرف سے نازل کیا گیا ہے‘‘۔

۲...... تَعَوُّذ / اَعُوْذُ پڑھنا۔ تلاوت سے پہلے تَعَوُّذ / اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ (النحل:۹۸)

’’جب قرآن پڑھنا شروع کرو تو [illegible] پڑھو‘‘۔

اگر کسی مجبوری سے بات کرنی پڑے تو قرآن پاک کو بند کر کے کی جائے اور اس کے بعد دوبارہ تلاوت شروع کرنے سے پہلے بھی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھنی چاہئے۔

۳...... تَعَوُّذ کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا چاہئے کیونکہ سورۃ

www.foyuz.blogspot.com

العلق میں قرآن مجید کو اللہ کے نام سے شروع کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۝ (العلق:۱)

''پڑھیئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا''۔

ہر کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم حدیث میں بھی آیا ہے۔

۴...... تَرۡتِیۡل۔ قرآن مجید کو آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا ۝ (المزمل:۴)

''اور قرآن کو آہستہ آہستہ ترتیل سے پڑھیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت ایسی ہوتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ایک لفظ واضح اور جدا ہوتا تھا۔ (ترمذی)

۵...... تلاوت کرتے وقت مؤدب ہو کر بیٹھنا چاہیئے، باوضو ہونا چاہیئے، مسواک کرنی چاہیئے، دل لگا کر تلاوت کرنی چاہیئے، قبلہ رخ ہو کر اور اپنے آپ پر خشوع و خضوع کی کیفیت طاری کر کے پڑھنا چاہیئے۔

۶...... اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ (النساء:۸۲)

''کیا وہ قرآن میں غور وفکر (تدبر) نہیں کرتے۔

یہ بھی فرمایا:

کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَیۡكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوۡۤا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝ (ص:۲۹)

''یہ بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس لئے

نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور کریں اور اہل فہم نصیحت حاصل کریں‘‘۔

۷...... قرآن مجید کی تلاوت نہایت غوروفکر اور توجہ سے کی جائے اس میں نہ کسی طرف دھیان کیا جائے نہ بات کی جائے، سننے والے کان لگا کر سنیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○ (الاعراف: ۲۰۴)

’’جب قرآن پڑھا جائے تو اس طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے‘‘۔

۸...... نماز میں قرآن مجید اسی ترتیب سے پڑھا جائے جس ترتیب سے اب موجود ہے۔

۹...... قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ عمدگی سے پڑھنا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے:

’’اللہ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے جس قدر حسن صوت اور عمدہ آواز سے قرآن مجید سننا پسند ہے اور کوئی چیز اتنی پسند نہیں‘‘۔ (مشکوٰۃ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان مروی ہے:

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ۔ (نسائی، ابوداؤد)

’’قرآن کو اپنی آواز کی عمدگی سے مزین کرو‘‘۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے:

مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا۔ (ابوداؤد)

''جوشخص قرآن کی تلاوت عمدہ آواز سے نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں ہے''۔

۱۰...... جوشخص تلاوت کررہا ہو باہر سے آنے والا اس کو سلام نہ کہے تا کہ اس کی توجہ تلاوت سے نہ ہٹے اور اگر کہہ بھی دے تو قاری کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

۱۱...... بھول کی صورت میں یہ نہ کہے کہ میں بھول گیا ہوں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مجھے کچھ بُھلا دیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ نسیان کا ذریعہ شیطان کو قرار دے۔

۱۲...... قرآن مجید ختم کرتے وقت وَالنَّاسِ کے بعد دوبارہ الٓمّٓ سے شروع کر کے اَلْمُفْلِحُوْن تک پڑھنا چاہئے اور اس موقع پر نہایت عاجزی سے دعا کرنی چاہئے۔

۱۳...... جس نے قرآن مجید یاد کیا ہو یا پڑھا ہو اس کے لئے اس کی حفاظت کرنا اور یاد رکھنا نہایت ضروری ہے کیوں کہ قرآن مجید کو اگر باقاعدہ پڑھا نہ جائے اور اس کی طرف سے توجہ ہٹالی جائے تو یہ انسان کو یاد نہیں رہتا، اس کو بھول جانے والا اللہ کے نزدیک سخت گنہگار ہے۔

۱۴...... تلاوت ختم کرتے وقت صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔

۱۵...... تلاوت کرنے کے معنی اتباع اور عمل کرنے کے لئے پڑھنے کے ہیں اور قراءت کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ اس حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ تلاوت کے ساتھ ساتھ عمل بھی جاری رہے۔

۱۶...... قرآن مجید کی تلاوت کے دوران دعاؤں والی آیات میں اپنے اوپر وہی کیفیت طاری کر کے پڑھنا چاہئے جس کا دعا تقاضا کرتی ہے۔

۱۷...... جب تک تلاوت میں دل لگا رہے تلاوت جاری رکھنی چاہئے اور جب یہ کیفیت نہ رہے تو موقوف کر دینی چاہئے۔

۱۸...... تین راتوں سے کم مدت میں قرآن مجید ختم کرنے کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پسند نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''جس نے تین راتوں سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے قرآن کو نہیں سمجھا''۔

۱۹...... کثرت کے ساتھ ہمیشہ تلاوت کرتے رہنا چاہئے۔ارشاد ربانی ہے:

يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ○

(آلِ عمران:۱۱۳)

''وہ رات کے وقت تلاوت کرتے اور سجدہ ریز ہوتے ہیں''۔

فجر کے وقت تلاوت کی فضیلت میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا○ (بنی اسرائیل:۷۸)

''بے شک صبح کی تلاوت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں''۔

۲۰...... جن کی آواز اچھی ہو اور تجوید کے اصولوں کے مطابق پڑھتے ہوں ان سے وقتاً فوقتاً تلاوت سنتے رہنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرآن پاک سنانے کی فرمائش کی تھی اِقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ میرے سامنے قرآن مجید پڑھو۔

www.foyuz.blogspot.com

انہوں نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے کیسے پڑھوں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ”میرا دل چاہتا ہے کہ دوسروں سے قرآن سنوں“۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے سورۃ النساء پڑھی یہاں تک کہ جب اس آیت فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ پر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا رک جاؤ تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے“۔ (بخاری)

☆ ایک دفعہ حضرت اُسَیْدؓ رضی اللہ عنہ نماز تہجد میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے کہ اچانک ان کا گھوڑا جو قریب بندھا ہوا تھا بدکنے لگا۔ نماز سے فارغ ہوئے تو سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو ایک سائبان نظر آرہا تھا جس میں بہت سی شمعیں روشن تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی تو فرمایا:

تِلْكَ الْمَلٰئِكَةُ دَنَتْ بِصَوْتِكَ یہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت کی آواز سننے کے لئے قریب آگئے تھے اگر تم تلاوت برابر جاری رکھتے تو عجیب وغریب مناظر دیکھتے اور لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو انسانی شکل میں دیکھتے۔ (بخاری)

☆ حضرت سالم رضی اللہ عنہ ایسی خوش الحانی سے تلاوت کیا کرتے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تلاوت سننے کے لئے اپنے حجرے میں جاتے جاتے رک گئیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلوم ہوا تو اپنی چادر سنبھالتے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا:

”تعریف اس خدا کی جس نے میری امت میں تمہارے جیسے آدمی کو پیدا کیا ہے“۔ (اصابہ فی تذکرۃ الصحابۃ)

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

”ابوموسیٰ! میں نے چھپ کر تمہارا قرآن سنا تیرے پڑھنے سے لحن

داؤدی کی یاد تازہ ہوگئی''۔ (ترمذی)

☆ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَیْكَ ''لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا'' قَالَ وَسَمَّانِیْ؟ قَالَ ''نَعَمْ'' فَبَکٰی۔

(بخاری)

''مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں سورۃ البینہ (لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا) سکھاؤں۔ انہوں نے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' تو وہ رو پڑے۔

انہی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اَقْرَءُ کُمْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ'' تم میں سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّقْرَأَ الْقُرْاٰنُ کَمَا اُنْزِلَ۔ (بخاری)

''بے شک اللہ کو پسند ہے کہ قرآن مجید اسی طرح پڑھا جائے جس طرح نازل کیا گیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَرَتَّلْنَاہُ تَرْتِیْلاً ○

''ہم نے قرآن کو ترتیل سے نازل کیا ہے''۔

ترتیل سے مراد تجوید ہے۔ امام جزری ؒ کا ارشاد ہے کہ:

''فن قرأت اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ساتھ اتارا ہے چونکہ قرآن تجوید کے ساتھ اترا ہے اس لئے تلاوتِ قرآن سے پہلے قواعد قراءت معلوم کرنا ضروری ہیں''۔ (مقدمہ جزریہ: ۲۳)

سبق نمبر ا

تجویدی اصطلاحات کی تشریح

الفاظ	معانی
تجوید	صحیح تلفظ / درست ادا
مخرج	حرف کے ادا ہونے کی جگہ
صفات	ادا ہوتے وقت حرف کی حالت
استعاذہ	اعوذ باللہ پڑھنا
[illegible]	بسم اللہ پڑھنا
جوفِ دہن	منہ کے اندر کا خالی حصہ
حلق	گلا
لسان	زبان
[illegible]	دونوں ہونٹ
[illegible]م	ناک کا بانسہ / جڑ
حافہ	زبان کا بغلی کنارہ
اقصیٰ حافہ	زبان کا پچھلا بغلی کنارہ
ادنیٰ حافہ	نصف سے اگلا بغلی کنارہ
طرف لسان	زبان کا کنارہ (حافہ/طرف) ایک ہی کے دو نام ہیں
[illegible] لسان	زبان کی نوک

الفاظ	معانی
حرکت	زبر، زیر، پیش کو کہتے ہیں
سکون	جزم کو کہتے ہیں
تشدید	شد کو کہتے ہیں
تنوین	دوزبر، دوزیر، دوپیش کو کہتے ہیں
Î*ºtÊ	پیش کو کہتے ہیں
Î©dÊ	زبر
کسرہ	زیر
مضموم	پیش والا حرف
مفتوح	زبر والا حرف
مکسور	زیر والا حرف
ساکن	جزم والا حرف
وقف	دوران تلاوت ٹھہرنے کو کہتے ہیں
سکتہ	سانس توڑے بغیر ایک لحظہ کے لئے رک جانا
ابتداء	جہاں ٹھہرے اس سے آگے پڑھنا
اعادہ	اسی کلمہ یا ایک دو کلمے پیچھے سے لوٹانا
تحتانی	جس حرف کے نیچے نقطے ہوں جیسے ''ي''
فوقانی	جس حرف کے اوپر نقطے ہوں جیسے ''ت''
ہåZðâN	جس کے نیچے ایک نقطہ ہو

الفاظ	معانی
[illegible]	جس کے اوپر تین نقطے ہوں
معجمہ/منقوطہ	نقطے والا حرف جیسے ب ا ج وغیرہ
مہملہ	بے نقطے والا خالی حرف جیسے ح ، د ، ر
لسان [illegible]	زبان کے اوپر والا حصہ
لسان [illegible]	زبان کے نیچے والا حصہ
اضراس	داڑھیں ضرسٌ کی جمع
ثنایا	سامنے والے چار دانتوں کو کہتے ہیں
رَباعی	چار دانت جو ثنایا کے پہلو میں دائیں بائیں اوپر نیچے
انیاب	رَباعی کے پہلو میں اسی ترتیب سے چار دانت
ضواحک	انیاب کے پاس چار دانت ہیں
[illegible]	ضواحک کے ساتھ بارہ دانت ہیں
نواجذ	بالکل آخر میں اسی ترتیب سے چار دانت ہیں
[illegible]	و[illegible] زبان اور و[illegible] تالو کو کہتے ہیں
ذَلق	زبان کا کنارہ (المنجد)
[illegible]	مسوڑے
[illegible]	گڑھا۔ ذرا سا گڑھا جو تالو کے اگلے حصہ میں ہے
علیا	اوپر والے
[illegible]	نیچے والے

الفاظ	معانی
متضادّۃ	ایک دوسرے کی ضد
[illegible]	پست اور ضعیف آواز، فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ([illegible]:۱۰۸)
جہر	بلند اور قوی آواز، اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ (ملک:۱۳)
شدّت	سخت اور قوی آواز
رِ[illegible]ت	نرم اور ضعیف آواز
[illegible]	درمیانی آواز
اِ[illegible]ء	بلند ہونا اور بلندی چاہنا
اِ[illegible]ل	پست اور نیچے رہنا
اطباق	اچھی طرح مل جانا، ڈھانپ لینا
اِ[illegible]ح	کھلا رہنا، جدا ہونا
اِذلاق	پھسلنا
اِصمات	رکنا، منع کرنا، خاموش رہنا
صفیر	سیٹی کی طرح تیز آواز
[illegible]	جنبش اور حرکت
[illegible]	نرمی (لنت لهم) (الناله الحدىں)
انحراف	کسی سے مائل ہو کر ایک طرف کو ہونا (المنجد)
تکریر	نوکِ زبان میں ایک قسم کا لرزہ

معانی	الفاظ
آواز کا منہ میں پھیلنا	[illegible]
دراز ہونا، لمبائی چاہنا	استطالت
جس کو کھینچنے سے واوٴ معروف اور یائے معروف پیدا ہو جیسے بِ سے بی اور بُ سے بُو	حر[illegible] معروف
جس کو کھینچنے سے واوٴ مجہول اور یائے مجہول پیدا ہو جیسے بِ سے بے اور بُ سے بَو	حر[illegible] مجہول
جو کسی ضرورت کے تحت کسی ساکن حروف کو دی گئی ہو جیسے وَلَقَدْ سے وَلَقَدِ وغیرہ	حر[illegible] عارضی
پُر پڑھنا	تفخیم
باریک پڑھنا	ترقیق
ظاہر کرنا۔ حروف کو اس کے مخرج سے سب صفتوں کے ساتھ بغیر غنہ کے پڑھنا	اِظہار
ایک حرف کو دوسرے حرف میں ملا دینا	اِدغام
بدلنا۔ نون ساکن یا تنوین کو میم سے بدل کر پڑھنا	اقلاب
اظہار، ادغام کی درمیانی حالت میں پڑھنا	اخفاء
حروف مدہ یا لین پر آواز کو لمبا کرنا	مد
ایک الف کی مقدار کے برابر پڑھنا	قصر
ناک کی گنگنی آواز، میم اور نون مشدد میں ناک سے آواز نکالنا	غنّہ

الفاظ	معانی
تحقیق	چست آواز سے پڑھنا
تسہیل	سہولت سے ذرا نرم کر کے پڑھنا
اِمالہ	مائل کرنا۔ زبر کو زیر کی طرف اور الف کو یا کی طرف مائل کر کے پڑھنا
وقف بالاسکان	آخر حرف کو ساکن کرتے ہوئے سانس اور آواز کو توڑ دینا
وقف بالروم	(چاہنا۔ تلاش کرنا) وقف کرتے ہوئے زیر اور پیش کا تہائی حصہ ادا کرنا
وقف بالاشمام	سونگھنے یا سنگھانے کو کہتے ہیں۔ حرف کو پوری طرح ساکن کر کے ہونٹوں سے پیش کی طرف اشارہ کرنا
نون مظہرہ	وہ نون جس میں اظہار کیا جائے
نون [illegible]ۃ/مخفی	وہ نون جس میں اخفا کیا جائے
مثلین	ایک ہی قسم کے دو حرفوں کا ادغام
متجا[illegible]	ایک ہی مخرج کے دو حرفوں کا ادغام
متقاربین	قریب [illegible] ج اور قریب الصفات دو حرفوں کا ادغام
[illegible]ات	بعض سورتوں کے شروع میں جو حروف آتے ہیں اور الگ الگ پڑھے جاتے ہیں مثلاً الم۔ [illegible] وغیرہ
ہجاء	الف سے ی تک کے ۲۹ حروف جن کو ملا کر کلمات بنائے جاتے ہیں
[illegible]	کلمہ میں آنے والی مد کو کلمی کہتے ہیں

الفاظ	معانی
حرفی	حرف میں آنے والی مد
[illegible]	جس کا سبب مد تشدید ہو
[illegible]	جس کا سبب مد جزم ہو
[illegible]	حرف مد اور سبب مد دونوں ایک کلمہ میں ہوں
منفصل	حرف مد اور سبب دونوں الگ الگ کلموں میں ہوں
لازم	جس کا سبب سکون لازم ہو
عارض	جس کا سبب سکون عارض ہو
لحن	جب تجوید کے مقابل بولا جائے تو مراد غلطی ہوتی ہے
[illegible] جلی	مخارج یا صفات لازمہ میں غلطی کرنا
[illegible] خفی	صفات عارضہ میں غلطی کرنا
حروف شمسی	جن حروف سے پہلے لام تعریف نہ پڑھا جائے جیسے الطارق ،الثاقب، الرحمن
حروفِ قمری	جن حروف سے پہلے لام تعریف پڑھا جائے جیسے ا[illegible] ، الکوثر وغیرہ
ترتیل	تجوید کے ساتھ خوب ٹھہر ٹھہر کر خوش الحانی سے پڑھنا جیسے جلسوں میں
حدر	تجوید کے ساتھ تیز تیز پڑھنا جیسے تراویح میں
تدویر	ترتیل اور حدر کے درمیانی کیفیت

معانی	الفاظ
ہائے ضمیر کو اس طرح کھینچ کر پڑھنا کہ واؤ ساکنہ معروف اور یائے ساکنہ معروف پیدا ہو جیسے رسولہٗ۔ بہٖ	صلہ
منصوب متصل یا مجرور متصل کی وہ ضمیر جو واحد مذکر غائب کے لئے خاص ہو جیسے اَکَلَہٗ۔ اِنَّہٗ	ہائے ضمیر
ٹھہرنے کی جگہ	محلِ وقف
ٹھہرنے کا طریقہ	کیفیت وقف
ایک کلمہ میں دو ساکن حرفوں کا جمع ہو جانا	اجتماعِ سا[illegible]
وہ قرآنی کلمات جو لکھے ہوئے ہیں لیکن پڑھے نہیں جاتے جیسے اَنْ لَّا ، عَنْ مَّنْ (میں نْ)	[illegible]ع یا مرسوم
جوم[illegible]ع کی طرح پڑھے جاتے ہیں لیکن مرسوم نہیں	موصول / غیر مرسوم

نمبر ۲

اَعُوْذُاور بِسْمِ اللهِ کے مسائل

قرآن مجید کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھنا ضروری ہے جب کسی سورۃ سے تلاوت شروع کی جائے تو اعوذ باللہ پڑھنے کے بعد بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا بھی ضروری ہے اور اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں سورۃ شروع ہوگئی تو بھی بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ضرور پڑھیں گے۔ البتہ سورہ توبہ کے شروع میں بِسْمِ اللهِ نہیں پڑھی جائے گی جس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورۃ کے شروع میں بِسْمِ اللهِ لکھی ہوئی نہیں ہے۔ جس وقت تلاوت کی ابتداء کسی سورۃ کے درمیان سے ہو تو بِسْمِ اللهِ پڑھ لینا بہتر ہے اور نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

اَعُوْذُ بِاللهِ، بِسْمِ اللهِ اور قرأت تینوں کو ملا کر پڑھنے اور جدا کر کے پڑھنے کی چار صورتیں ہیں۔

۱۔ وصل کل	۲۔ فصل کل
۳۔ وصل اول فصل ثانی	۴۔ فصل اول وصل ثانی

وصل کل:

اَعُوْذُ بِاللهِ، بِسْمِ اللهِ اور قراءت تینوں کو ملا کر ایک سانس میں پڑھنے کو وصل کل کہتے ہیں۔

فصل کل:

ان تینوں کو جدا جدا کر کے پڑھنا یعنی اَعُوْذُ بِاللهِ پر ٹھہر جائے اور پھر

بِسۡمِ اللّٰہِ پر ٹھہرے اور پھر قراءت شروع کرے اسے فصل کل کہتے ہیں۔

وصل اول فصل ثانی:

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ ، بِسۡمِ اللّٰہِ کو تو ملا یا جائے مگر قراءت کو نئے سانس سے شروع کیا جائے اسے وصل اول فصل ثانی کہتے ہیں۔

فصل اول وصل ثانی:

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ پر وقف کیا جائے اور بِسۡمِ اللّٰہِ کو قراءت کے ساتھ ایک سانس میں پڑھا جائے اسے فصل اول وصل ثانی کہتے ہیں۔

جب تلاوت کی ابتداء سورۃ کے شروع سے ہو تو فصل و وصل کی چاروں صورتیں جائز ہیں اور اگر پڑھتے پڑھتے یعنی درمیان قراءت میں سورۃ شروع ہو جائے تو اس صورت میں وصل اول فصل ثانی ناجائز ہے باقی تینوں صورتیں جائز ہیں۔

اور جبکہ تلاوت کی ابتداء سورۃ کے درمیان سے ہو تو بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھنے کی صورت میں چار ہی صورتیں بنتی ہیں جن میں سے فصل اول وصل ثانی اور وصل کل دو صورتیں ناجائز ہیں اور باقی جائز۔ اگر بِسۡمِ اللّٰہِ نہ پڑھیں صرف اَعُوۡذُ بِاللّٰہ پڑھی جائے تو اَعُوۡذُ بِاللّٰہ کا آیت سے وصل کر کے پڑھنا اور جدا کر کے پڑھنا دونوں جائز ہیں البتہ اگر آیت کے شرع میں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو تو پھر اَعُوۡذُ بِاللّٰہ کا وصل ناجائز ہے۔

نوٹ:

تلاوت کے شروع میں اَعُوۡذُ بِاللّٰہ کے بعد بِسۡمِ اللّٰہِ برکت کے لئے پڑھی جاتی ہے اگرچہ بِسۡمِ اللّٰہِ کا محل سورۃ کی ابتداء ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان

ہے کہ جس نیک کام کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ نہ پڑھی جائے تو اس میں برکت نہیں رہتی۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ تلاوت کے شروع میں اَعُوْذُ بِاللّٰہ کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ ضرور پڑھیں۔

سوالات

۱...... تعوذ اور بسملہ کے مسائل بیان کریں۔

۲...... وصل کل، فصل کل، وصل اول فصل ثانی اور فصل اول وصل ثانی کی تشریح کریں۔

سبق نمبر ۳

تجوید

تجوید کے لفظی معنی خوبصورت بنانے اور عمدہ بنانے کے ہیں اور اصطلاح میں قرآن مجید کے حروف کو ان کے مخارج سے تمام صفات کا لحاظ رکھتے ہوئے ادا کرنے کو تجوید کہتے ہیں۔

جس طرح قرآن مجید کے مطالب اور معانی وہی صحیح اور درست سمجھے جاتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے سمجھے اور بیان فرمائے اسی طرح قرآن مجید کے حروف وکلمات کی طرزِ ادا بھی وہی درست اور ضروری ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تھی۔ وہ طرزِ ادا اور تلفظ سیکھنے کے لئے علم تجوید کا پڑھنا ضروری ہے اور چونکہ یہ علم اللہ تعالیٰ کے پاک کلام سے تعلق رکھتا ہے اس لئے یہ بڑا ہی مبارک اور فضیلت والا علم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝

"یعنی قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔"

ترتیل کیا ہے؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

اَلتَّرْتِیْلُ هُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ۔

"یعنی حروف کی تجوید اور وقوف کی پہچان ہی کا نام ترتیل ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّقْرَأَ الْقُرْاٰنُ کَمَا اُنْزِلَ۔

’’بے شک اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے اسی طرح پڑھنے کو پسند فرماتے ہیں جس طرح کہ وہ نازل ہوا ہے۔ اس سے مراد بھی تجوید کے ساتھ پڑھنا ہی ہے۔‘‘

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا فرمان ہے:

اِقْرَأُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِہَا۔

’’یعنی قرآن مجید کو عربوں کے تلفظ اور ان کی آوازوں اور لہجوں میں پڑھو۔‘‘

علماء امت کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ تجوید کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھنا فرض عین ہے اور علم تجوید کا سیکھنا ضروری ہے۔ تجوید کے خلاف پڑھنا سخت گناہ ہے اور تجوید کے خلاف پڑھنے کو اصطلاح میں لحن کہتے ہیں۔

لَحن

لحن تجوید کی ضد ہے۔ جس کے معنی تجوید کے خلاف یعنی غلط پڑھنے کے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) لحن جلی (۲) لحن خفی

لَحنِ جَلِی

لحن جلی واضح اور ظاہر غلطی کو کہتے ہیں جسے ہر وہ شخص جو عربی سے تھوڑا بہت تعلق رکھتا ہو معلوم کر سکتا ہے۔

اس قسم کی غلطی سے بعض اوقات معانی بدل جاتے ہیں اور حروف و کلمات

میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے۔اس وجہ سے ایسی غلطی کا ارتکاب حرام ہے۔

لحن جلی کی پانچ صورتیں ہیں:

۱...... ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کا پڑھ دینا جیسے طَالُوْتَ کی جگہ تَالُوْتَ اور اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلْھَمْدُ۔

۲...... ایک حرکت کی جگہ دوسری حرکت پڑھنا جیسے اِیَّاکَ کی جگہ اِیَّاکِ اور اَنْعَمْتَ کی جگہ اَنْعَمْتُ۔

۳...... کسی حرف کو گھٹا دینا یا بڑھا دینا جیسے قَالَ کی جگہ قَالَا اور لَمْ یُوْلَدْ کی جگہ لَمْ یُلَدْ۔

۴...... حرکت کی جگہ سکون یا سکون کی جگہ حرکت پڑھ دینا جیسے خَلَقْنَا کی جگہ خَلَقَنَا اور خَتَمَ اللّٰہُ کی جگہ خَتْمَ اللّٰہُ۔

۵...... مشدد حرف کی تشدید کو ادا نہ کرنا یا جو مشدد نہ ہو اس کو مشدد کر کے پڑھنا جیسے مُزْدَجَرْ کی جگہ مُزْدَجَّر اور مُسْتَمِرٌّ کی جگہ مُسْتَمِرٌ۔

نوٹ:

اس قسم کی غلطیوں سے بعض دفعہ نماز بھی فاسد ہوجاتی ہے اس لئے ان سے بچنا ضروری ہے۔

لَحْنِ خَفِی

لحن خفی پوشیدہ اور غیر واضح غلطی کو کہتے ہیں جسے وہی شخص معلوم کر سکتا ہے جو قواعد تجوید کو جانتا ہو۔اس قسم کی غلطی سے حروف کی ذات میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوتا صرف حروف کی خوبصورتی اور حسن میں فرق آجاتا ہے۔لحن خفی کا ارتکاب مکروہ ہے۔ اور یہ غلطی صفاتِ عارضہ ادا نہ کرنے سے واقع ہوتی ہے۔

www.foyuz.blogspot.com

حرکت۔سکون۔تشدید

علم تجوید میں حرکت، سکون اور تشدید سے متعلق واقفیت انتہائی ضروری ہے۔

حرکت:

حرکت کی جمع حرکات ہے، اور حرکات تین ہیں۔زبر، زیر، پیش۔ ہر حرکت کی دو قسمیں ہیں۔ پڑا زبر، کھڑا زبر۔ پڑی زیر، کھڑی زیر۔سیدھا پیش، الٹا پیش۔

یاد رکھیں پڑی حرکت جلدی سے پڑھی جاتی ہے جبکہ کھڑی حرکت الف، واؤ اور یاء مدہ کے قائم مقام ہوتی ہے نیز وہ حرف جس پر حرکت ہو اسے متحرک کہتے ہیں۔

سکون:

حرکت کے نہ ہونے کو سکون (جزم) کہتے ہیں جس حرف پر جزم ہو اسے ساکن یا مجزوم کہتے ہیں جیسے اَنْ، اِنْ، اُنْ۔

تشدید:

حرف کے مشدد ادا کرنے کو تشدید کہتے ہیں۔یعنی جس حرف پر شد کی علامت ہو۔ یہ دو حرفوں کے برابر ہوتا ہے گویا دو حروف ہیں پہلا ساکن اور دوسرے پر حرکت جیسے اِنَّ۔اِنَّ۔

نوٹ:

حرکات کو معروف ادا کرنا چاہیے، مجہول حرکت عربی زبان میں استعمال نہیں ہوتی۔مجہول اور معروف کا فرق اساتذہ کرام واضح کریں۔

سوالات

۱...... تجوید کے لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

۲...... ترتیل کی تعریف بیان کریں۔

۳...... ê تجوید کا حاصل کرنا کیوں ضروری ہے؟

۴...... لحن جلی کی تعریف اور اس کی قسمیں بیان کریں۔

۵...... لحن خفی کس قسم کی غلطی کو کہتے ہیں؟

۶...... حرکت کی کتنی قسمیں ہیں؟

سبق نمبر ۴

مخارج الحروف

مخارج۔مخرج کی جمع ہےاورحروف حرف کی جمع ہے۔

مخارج کے لفظی معنی نکلنے کی جگہ کے ہیں یعنی منہ کے جس حصہ سے کوئی حرف نکلتا ہےاس کومخرج کہتے ہیں۔

حروف کی تعدادانتیس ہےاوران کے مخارج سترہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

p07 یعنی گلے میں تین مخرج ہیں جن سے چھ حروف ادا ہوتے ہیں۔لسان یعنی زبان میں دس مخرج ہیں اوران سے اٹھارہ حروف ادا ہوتے ہیں اور شفة یعنی ہونٹ میں دومخرج ہیں اوران سے چارحروف نکلتے ہیں اس کےعلاوہ ایک مخرج ناک میں اورایک منہ کےخالی حصہ میں ہے۔

پہلامخرج اقصائے حلق:

اقصیٰ کے معنی دور کے ہیں یعنی حلق کا وہ حصہ جومنہ سے بالکل دوراور سینہ سے متصل ہےاس سے ہمزہ اورہاء(ء۔ہ) نکلتے ہیں۔

دوسرامخرج وسط حلق:

وسط کے معنی درمیان کے ہیں یعنی حلق کا درمیانی حصہ اس سے (ع۔ح) عین اورحاء نکلتے ہیں۔

تیسرامخرج ادنائے حلق:

ادنیٰ کے معنی قریب کے ہیں یعنی حلق کا وہ حصہ جومنہ کی طرف ہےاس سے

(غ۔خ) غین اور خا ادا ہوتے ہیں ۔ ان چھ حرفوں (ء۔ہ۔ع۔ح۔غ۔خ) کو ’’حروف حلقی‘‘ کہتے ہیں۔

چوتھا مخرج:

زبان کی جڑ کا وہ حصہ جو حلق کی طرف ہے۔ جب اوپر کے تالو سے لگے تو قاف (ق) ادا ہوتا ہے۔

پانچواں مخرج:

زبان کی جڑ کا وہ حصہ جو منہ کی طرف ہے یعنی قاف کے مخرج سے ذرا نیچے ہٹ کر اس سے کاف (ک) نکلتا ہے۔قاف اور کاف دونوں کولہا تیہ کہتے ہیں۔

فائدہ: زبان کی جڑ میں جو ایک چھوٹا سا گوشت کا ٹکڑا اوپر سے نیچے کو لٹکتا ہے اسے عربی میں لہات کہتے ہیں۔

چھٹا مخرج:

زبان کا درمیان اور اوپر کا تالو۔اس سے (ج۔ش۔ی) جیم،شین اور یاء غیر مدہ نکلتے ہیں یعنی یائے متحرک اور یائے لین۔اوران کو حروف شجریہ کہتے ہیں۔

فائدہ: جس یاء پر زبر یا پیش ہو اسے یاء متحرکہ کہتے ہیں اور جب یائے ساکنہ سے پہلے زبر ہو تو اسے یائے لین کہتے ہیں اور ان دونوں پر غیر مدہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

اب آئندہ جن مخارج کا بیان ہوگا ان میں سے سات مخارج ایسے ہیں جن کا تعلق چونکہ زبان کے ساتھ ساتھ دانتوں سے بھی ہے اس لئے پہلے ان دانتوں کے نام معلوم کر لینا ضروری ہے۔ انسان کے منہ میں اکثر بتیس دانت ہوتے ہیں،سولہ اوپر

اورسولہ نیچےجن کی تفصیل یہ ہے:

ثنایا:

سامنے کے چار دانتوں کو کہتے ہیں۔اوپر کے دو ثنایا علیا اور نیچے کے دوکوثنایاسفلیٰ کہتے ہیں،ثنایا کا مفرد ثنیہ ہے۔

رَباعیات:

ثنایاکےساتھ چاردانت یعنی دواوپردائیں بائیں اوردو نیچےدائیں بائیں ہیں ان کورباعیات کہتے ہیں،رباعیات کا مفرد رباعیہ ہے۔

انیاب:

وہ چار نوکدار دانت جو رباعیات کے بالکل ساتھ ساتھ اوپر نیچے دائیں بائیں ہیں۔ان کوانیاب کہتے ہیں،انیاب کا واحد ناب ہے۔

ضواحك:

وہ چار داڑھیں جو انیاب کے بالکل متصل ہی اوپر نیچے دائیں بائیں ہیں،ان کوضواحك کہتے ہیں،ضواحك جمع ہےضاحك کی۔

طواحن:

ضواحك سے متصل دائیں بائیں اوپر نیچے تین تین داڑھیں جن کی کل تعداد بارہ ہےان کو طواحن کہتے ہیں،طواحن کا مفرد طاحن ہے۔

نواجذ:

ان چار داڑھوں کو کہتے ہیں جو طواحن سے ملی ہوئی اوپر نیچے دائیں

بائیں ہیں، نواجذ کا واحد ناجذ ہے۔

نوٹ:

ضواحك ، طواحن اور نواجذ کے مجموعہ کو عربی میں اَضْرَاس کہتے ہیں۔اضراس جمع ہے ضرس کی اوراس کے معنی داڑھ کے ہیں۔

فائدہ: چار ضواحك، بارہ طواحن ،اور چار نواجذ یہ کل بیس داڑھیں ہیں۔

دانتوں کے نام اور ترتیب اس نظم میں جمع ہے۔

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو — ثنایا ہے چار اور رباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس — کہ کہتے ہیں اضراس انہی کو
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ — نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو

ساتواں مخرج:

زبان کی کروٹ اور اوپر کی داڑھوں کی جڑیں (نواجذ سے ضواحك تک) اس سے ضاد نکلتا ہے، چاہے دائیں طرف سے ہو یا بائیں طرف سے البتہ بائیں طرف سے آسان ہے جبکہ بیک وقت دونوں طرف سے ادا کرنا بھی صحیح ہے،اس حرف کو حافیہ کہتے ہیں،جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ زبان کی کروٹ سے ادا ہوتا ہے اور حافہ کے معنی کروٹ کے ہیں۔

آٹھواں مخرج:

زبان کی نوک مع کچھ حصہ کروٹ جب ثنایا، رباعی ، انیاب اور ضواحك کے مسوڑھوں سے لگے تو اس سے (ل) لام ادا ہوتا ہے۔

نواں مخرج:

زبان کی نوک جب ثنایا، رباعی اور انیاب کے مسوڑھوں سے لگے تو نون (ن) ادا ہوتا ہے۔

دسواں مخرج:

زبان کی نوک ثنایا، رباعی کے مسوڑے اس سے را (ر) ادا ہوتی ہے البتہ اس میں پشت زبان کو بھی قدرے دخل ہے۔ ان تین حروف (لام، نون، را) کو طرفیہ یا ذ[illegible] کہتے ہیں اور طرف یا ذلق کے معنی کنارہ کے ہیں۔

گیارھواں مخرج:

زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑیں اس سے (ط، د، ت) طا، دال، تاء نکلتے ہیں ان حروف کو [illegible] کہتے ہیں، نطع تالو کے اگلے حصہ کو کہا جاتا ہے جو ثنایا علیا کی جڑوں سے متصل ہے۔

بارھواں مخرج:

زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے اندر کا وہ کنارہ جو مسوڑھوں کے قریب اور ان سے ملا ہوا ہے اس سے (ث، ذ، ظ) ثاء، ذال اور ظاء ادا ہوتے ہیں۔ ان تینوں حرفوں کو لثویہ کہتے ہیں اور لثہ عربی میں مسوڑھے کو کہا جاتا ہے۔

تیرھواں مخرج:

زبان کی نوک اور ثنایا سفلیٰ و علیا کے اندر والے کنارے ان سے تین حروف ص، ز، س (صاد، زا اور سین) ادا ہوتے ہیں ان کو حروف صفیریہ کہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ادائیگی میں سیٹی کی طرح ایک تیز آواز نکلتی ہے اور صفیر کے معنی تیز آواز ہی

کے ہیں۔

چودھواں مخرج:

ثنایا علیا کی نوکیں اور نیچے کے ہونٹ کا شکم یعنی تری والا حصہ اس سے فاء (ف) ادا ہوتی ہے۔

پندرھواں مخرج:

دونوں ہونٹ اس سے (ب، م، و) باء میم اور واؤ غیر مدہ نکلتے ہیں، باء تو تری والے حصے سے ادا ہوتی ہے اور میم خشکی والے حصہ سے جبکہ واؤ دونوں ہونٹوں کے اس طرح ملنے سے ادا ہوتی ہے کہ کنارے تو گول ہو جائیں اور درمیان کھلا رہے، ان چاروں حروف فاء، باء، میم اور واؤ (ف، ب، م، و) کو حروف شفویہ کہتے ہیں اور شفة کے معنی ہونٹ کے ہیں۔

فائدہ: واؤ غیر مدہ سے واؤ متحرک اور واؤ لین مراد ہے۔

سولہواں مخرج:

[illegible]م یعنی ناک کی جڑ اس سے غنہ ادا ہوتا ہے اور یہاں غنہ سے مراد نون ساکن وتنوین کی وہ حالتیں ہیں جن میں اخفاء اور ادغام ناقص کیا جاتا ہے۔

فائدہ: اخفاء اور ادغام ناقص کا بیان صفات کے ضمن میں آرہا ہے۔

سترھواں مخرج:

جوف دہن یعنی منہ کے اندر کا خالی حصہ اس سے حروف مدہ (الف، واؤ، یا) ا، و، ی ادا ہوتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ الف جوف حلق سے واؤ [illegible] سے اور یاء جوف لسان سے ادا ہوتی ہے اور ان کو جوفیہ اور ہوائیہ بھی کہتے ہیں، جوفیہ کہنے کی وجہ تو

ظاہر ہے کہ یہ حروف منہ کے خالی حصہ سے نکلتے ہیں اور ہوائیہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی آواز کسی جگہ رکتی نہیں بلکہ ہوا پر ختم ہو جاتی ہے۔

نوٹ:

الف، واؤ اور یاء جب ساکن ہوں اور ان سے پہلے حرکت موافق ہو یعنی الف ساکن سے پہلے زبر، یاء ساکن سے پہلے زیر اور واؤ ساکن سے پہلے پیش ہو تو یہ حروف مدہ کہلاتے ہیں جیسے **قَالَ، قِيلَ** اور **قُولُوا**۔

فائدہ: الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور بغیر جھٹکے کے ادا ہوتا ہے، الف پر جزم کی علامت بھی نہیں ہوتی جیسے **قَالَ، جَآءَ** اور جس الف پر زبر، زیر، پیش یا جزم ہو وہ حقیقت میں ہمزہ ہوتا ہے جو جھٹکے سے ادا ہوتا ہے جیسے **اَلْحَمْدُ، مَأْكُوْلُ** وغیرہ۔

حروف کو مخارج سے ادا کرنے کی عملی مشق

طلباء کو چاہئے کہ جس حرف کے متعلق معلوم کرنا چاہیں کہ آیا وہ صحیح مخرج سے ادا ہو رہا ہے یا نہیں تو اس حرف کو ساکن کرے اس سے پہلے ہمزہ متحرک لگا کر تلفظ کریں پس اگر آواز اسی جگہ پر رُکے جو اس کا مخرج ہے تو تلفظ درست سمجھا جائے نہیں تو پھر اس کی مزید مشق کی جائے جیسے **اَبْ، اِبْ، اُبْ** اور **اَقْ، اِقْ، اُقْ** وغیرہ۔

سوالات

۱...... حروف کی کل تعداد کتنی ہے؟

۲...... دانتوں کے نام بتلائیں۔

۳...... ضاد کا مخرج کیا ہے؟

۴...... حروف مدہ کا مخرج بیان کریں۔

سبق نمبر ۵

صفات الحروف

قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ حروف کی ادائیگی اپنے اپنے مخارج سے صفات کی رعایت کے ساتھ وقف کے قاعدوں اور ضابطوں کے مطابق ہو پس ترتیل کا حق اسی صورت میں ادا ہوگا جب ان تمام باتوں یعنی مخارج، صفات اور وقف کا خیال رکھا جائے، مخارج کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں، لہٰذا اب صفات کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔

صفات

علم تجوید میں صفات الحروف کا مطلب یہ ہے کہ جو حرف اپنے مخرج سے ادا ہو رہا ہے آیا وہ نرم ہے یا سخت اور پُر ہے یا باریک نیز یہ کہ اس میں سانس جاری ہو رہا ہے یا بند، پس حروف کی ان ہی کیفیتوں اور حالتوں کا نام صفات ہے۔

فائدہ: صفات جمع ہے صفت کی اور حروف جمع ہے حرف کی، صفات الحروف کے معنی ہیں حرفوں کی صفتیں، حرفوں کی صفات ہی ایک مخرج کے کئی حرفوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہیں۔

صفات کی قسمیں

صفات دو طرح کی ہیں: پہلی قسم کی صفات کو صفات لازمہ کہا جاتا ہے اور دوسری قسم کی صفات کو صفات عارضہ کہتے ہیں۔

صفات لازمہ:

یہ ایسی صفات ہیں جو حروف میں ہر حالت میں پائی جاتی ہیں یعنی حروف اگر ان صفات کے ساتھ ادا نہ ہوں تو وہ اپنی حالت میں قائم نہیں رہتے اور ایک حرف دوسرے حرف کے ساتھ بدل جاتا ہے یا ناقص ادا ہوتا ہے۔

فائدہ: ہر حالت سے مراد یہ ہے کہ حرف پر چاہے زبر ہو یا پیش ہو یا جزم ہو یا تنوین وغیرہ ہو۔

صفات عارضہ:

یہ ایسی صفات ہیں جو حروف میں بعض حالتوں میں نہیں پائی جاتیں، اگر حروف ان صفات کے ساتھ ادا نہ ہوں تو ان کی ذات تو متاثر نہیں ہوتی البتہ ان کے حسن اور خوبصورتی میں فرق آجاتا ہے۔

صفات لازمہ کی قسمیں

صفات لازمہ کی کل سترہ قسمیں ہیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) هَمْس	(۲) جَهْر	(۳) شِدَّت، تَوَسُّط
(۴) رِخَاوَت	(۵) اِسْتِعْلَاء	(۶) اِسْتِفَال
(۷) اِطْبَاق	(۸) اِنْفِتَاح	(۹) اِذْلَاق
(۱۰) اِصْمَات	(۱۱) صَفِيْر	(۱۲) قَلْقَلَه
(۱۳) لِيْن	(۱۴) تَكْرِيْر	(۱۵) غُنَّه
(۱۶) تَفَشِّي	(۱۷) اِسْتِطَالَت۔	

۱۔ هَمْس:

اس کے معنی نرم ہلکی اور پست آواز کے ہیں ۔علم تجوید میں اس صفت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا کرتے وقت آواز مخرج میں ایسی کمزوری کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس جاری رہ سکے اور آواز پست ہو یہ صفت دس حروف میں پائی جاتی ہے جن کا مجموعہ یہ ہے۔ فَحَثَّهٗ شَخْصٌ سَكَتَ اور یہ حروف مہموسہ کہلاتے ہیں۔

۲۔ جَهْر:

اس کے معنی بلند اور قوی آواز کے ہیں۔علم تجوید میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا کرتے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرتی ہے کہ سانس بند ہوجاتی ہے اور آواز میں خاص قسم کی بلندی پائی جاتی ہے۔صفت ؔ ø کے دس حروف کے علاوہ باقی انیس حروف جہر کے ہیں اور ان کو مجہورہ کہتے ہیں۔

۳۔ شِدَّت:

اس کے معنی سختی اور قوت کے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا کرنے کے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت اور سختی کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز بند ہوجائے۔اس صفت کے حروف آٹھ ہیں جن کا مجموعہ ”اَجِدُ قَطٍ بَكَتْ“ ہے اور یہ حروف شدیدہ کہلاتے ہیں۔

۴۔ رِخَاوَت:

اس کے معنی نرمی کے ہیں اور اصطلاح میں مطلب یہ ہے کہ اس صفت کے حرفوں کو ادا کرتے وقت آواز مخرج میں ایسی نرمی کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز جاری رہ سکے اور آواز میں نرمی ہو رخاوت کے سولہ حروف کا مجموعہ یہ ہے غَازِيْ ذُوْ ضَظْ

فَحَثَّهٗ شَخْصٌ سَ۔

۴۔ تَوَسُّط:

اس کے معنی درمیان کے ہیں۔ یہ صفت پانچ حرفوں میں پائی جاتی ہے جن کے ادا کرتے وقت آواز نہ تو شدت کی طرح فوراً بند ہی ہوجاتی ہے اور نہ ہی رخاوت کی طرح جاری رہتی ہے بلکہ ان دونوں صفات کا کچھ کچھ اثر پایا جاتا ہے ان حروف کو متوسط کہتے ہیں اور ان کا مجموعہ لِنْ عُمَرْ ہے۔

۵۔ اِسْتِعْلَاء:

اس کے معنی بلند آواز کے ہیں۔ یہ صفت "خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ" کے سات حرفوں میں پائی جاتی ہے جن کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی جانب اٹھ جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ حروف پُر پڑھے جاتے ہیں جیسے قَالُوْا کا قاف اور خَالِقٌ کی خا، اس صفت کے حروف کو G!>ÎG کہتے ہیں۔

۶۔ اِسْتِفَال:

اس کے معنی نیچے رہنے کے ہیں۔ یہ صفت استعلاء کے سات حرفوں کے علاوہ باقی بائیس حروف میں پائی جاتی ہے جن کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف نہیں اٹھتی۔ اس لئے یہ حروف بارHG پڑھے جاتے ہیں جیسے کَافِرُوْنَ کی کاف مَالِكِ کی میم۔ ان حروف کو G!Î (استفال والے) کہتے ہیں۔

۷۔ اِطْبَاق:

اس کے معنی اچھی طرح مل جانے اور ڈھانپ لینے کے ہیں۔ اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے کہ حروف E!Î کے ادا ہوتے وقت زبان کے درمیان

کا اکثر حصہ اوپر کے تالو سے مل جاتا ہے اور اس کو ڈھانپ لیتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ حروف خوب پُر ادا ہوتے ہیں جیسے مِرْصَادٍ کا صاد، طَاغُوْتَ کی طاء، ضَآلِّیْنَ کی ضاد اور ظَالِمِیْنَ کی ظاء۔ صفت اطباق کے چار حروف اس مجموعہ میں جمع ہیں صَطْ ضَظْ۔

۸۔ اِنْفِتَاحْ:

اس کے معنی جدا اورåGہ رہنے کے ہیں۔ علم تجوید کی اصطلاح میں اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان کا درمیانی حصہ تالو سے نہیں لپٹتا بلکہ جدا رہتا ہے اور اطباق کے چار حروف ص، ض، ط، ظ کے علاوہ باقی پچیس حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے۔ ان کو مُنْفَتِحَہْ کہتے ہیں۔

۹۔ اِذْلَاقْ:

اس کے معنی پھسلنے کے ہیں۔ اس کے حروف زبان اور ہونٹوں کے کناروں سے سہولت اور نرمی سے ادا ہوتے ہیں جن کا مجموعہ فَرَّ مِنْ لُّبٍّ ہے اور یہ حروف مُذْلِقَہْ کہلاتے ہیں۔

۱۰۔ اِصْمَاتْ:

اس کے معنی مضبوطی اور جماؤ کے ہیں۔ ”فَرَّ مِنْ لُّبٍّ“ کے چھ حروف کے علاوہ باقیGø حروف میں صفت اصمات پائی جاتی ہے یہ حروف اپنے اپنے مخارج سے پوری مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں، اذلاق کے حروف کی طرح سہولت کے ساتھ ادا نہیں ہوتے اور ان کو مُصْمِتَہْ کہتے ہیں۔

www.foyuz.blogspot.com

۱۱۔ صَفِیْر:

اس کے معنی سیٹی کی آواز کی طرح ایک تیز آواز کے ہیں۔ اس صفت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حروف کے ادا ہوتے وقت سیٹی کی طرح ایک تیز آواز نکلتی ہے اور یہ صفت تین حروف میں پائی جاتی ہے ص، ز، س اور یہ حروف صَفِیْرِیَہْ کہلاتے ہیں۔

۱۲۔ قَلْقَلَہ:

اس صفت کے حروف کے ادا ہوتے وقت مخرج میں ایک جنبش سی ہوجاتی ہے یعنی سکون کی حالت میں آواز ہل جاتی ہے، اس صفت کے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے قُطْبُ جَدٍ اوران کوحروف مُقَلْقَل کہتے ہیں۔

۱۳۔ لِیْن:

جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کومخرج سے ایسی نرمی کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ان پر مد کرنا چاہےتو کر سکے ایسے حروف دو ہیں۔ واؤ اور یاء ساکن اوران سے پہلے والے حرف پرزبر ہوتی ہے جیسے خَوْفٍ کی واؤ صَیْفٍ کی یاء ان کوحروف لین کہتے ہیں۔

۱۴۔ تَکْرِیْر:

اس کے معنی کسی چیز کا بار بار ہونا، علم تجوید میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس صفت کے حرف یعنی (راء) کو ادا کرتے وقت زبان میں ایک رعشہ یعنی لرزہ سا پیدا ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا راء اپنے مخرج سے بار بار ادا ہو رہا ہے۔ لیکن واقعۃً ایسا نہیں ہوتا۔ اصل میں راء کو

یوں ادا ہونا چاہئے کہ وہ اپنے مخرج سے ایک ہی بار ادا ہو صرف معلوم یہ ہو کہ راء بار بار ادا ہو رہا ہے۔

۱۵۔ تَفَشِّیْ:

اس کے معنی پھیل جانے کے ہیں۔ یہ صفت صرف شین میں پائی جاتی ہے، مطلب یہ ہے کہ حرف شین کو ادا کرتے وقت آواز منہ میں پھیل جائے اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ زبان کی نوک اوپر کو اُٹھنے نہ پائے ورنہ پُر شین ادا ہوگا جیسے مَنْقُوْش کی شین۔

۱۶۔ غُنَّہ:

ناک کی گنگناہٹ کو کہتے ہیں۔ یہ صفت نون اور میم میں پائی جاتی ہے اور اگر اس صفت کو ادا نہ کیا جائے تو نون، میم ناقص ادا ہوتے ہیں۔

۱۷۔ اِسْتِطَالَتْ:

اس کے معنی دراز ہونے کے ہیں اور یہ صفت صرف ضاد کی ہے، اس کے ادا ہوتے وقت آواز میں شروع مخرج سے آخر مخرج تک درازی پائی جاتی ہے چونکہ اس صفت کے حرف ضاد کا مخرج لمبا ہے اس لئے اس کی آواز بھی لمبی ہوتی ہے۔

نوٹ:

چونکہ ضاد و ظاء سوائے صفت استطالت کے باقی تمام صفات میں شریک ہیں۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ ضاد، ظاء سے بدل کر ادا نہ ہو، مخرج اور صفت استطالت کی وجہ سے ان دونوں میں فرق کیا جائے۔

مُتَضَادَّہ اور غَیرِ مُتَضَادَّہ

صفات لازمہ کی تمام قسموں کا بیان آپ پڑھ چکے ہیں۔اب انہی صفات کے ضمن میں اس بات کو بھی اچھی طرح یادرکھیں کہ صفاتِ لازمہ میں سے پہلی دس صفات کو متضادہ کہتے ہیں۔متضادہ کا مطلب یہ ہے کہ ایسی صفتیں جو ایک دوسری کی ضد اور مقابل ہوں۔

اس لحاظ سے پہلی دس صفات میں سے ہر دو دو صفتیں آپس میں ایک دوسری کی ضد ہیں،مثلاً ø کی ضد جہر اس لئے ہے کہ ø کے حرفوں کے ادا کرتے وقت آواز میں پستی ہوتی ہے جب کہ جہر کے حرفوں کے ادا ہوتے وقت آواز میں بلندی ہوتی ہے۔

اسی طرح شدت کی ضد رخاوت اس لئے ہے کہ شدت کے حروف ادا کرتے وقت آواز میں سختی ہوتی ہے اور رخاوت میں نرمی ہوتی ہے۔ایسے ہی استعلاء میں زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف اٹھتی ہے جب کہ استفال میں زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف نہیں اٹھتی اور استعلاء کے حروف پُر ادا ہوتے ہیں مگر استفال کے حروف باریک پڑھے جاتے ہیں،اطباق میں حروف کی ادائیگی کے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے لگ جاتا ہے اور انفتاح میں زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے نہیں لگتا۔

اذلاق کے حروف آسانی اور سہولت سے ادا ہوتے ہیں جب کہ صفت اصمات کے حروف مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔اس ترکیب کے مطابق ان دس صفتوں کے پانچ جوڑے ہوگئے اور ہر جوڑا آپس میں ایک دوسرے کے مقابل ہے،باقی سب صفات غیر متضادہ ہیں یعنی ان میں ضدیت نہیں پائی جاتی۔

www.foyuz.blogspot.com

نوٹ:

توسط چونکہ کوئی مستقل صفت نہیں اس میں کچھ اثر شدت کا اور کچھ رخاوت کا ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کو صفات متضادہ میں شمار نہیں کیا گیا اور صفات متضادہ دس ہی بیان کی گئی ہیں۔

حرفوں کی صفات معلوم کرنے کا طریقہ

جب کسی حرف کی صفات معلوم کرنا ہوں تو سب سے پہلے صفات کے مجموعہ جات کو دیکھا جائے گا اگر وہ حرف کسی مجموعہ میں پایا جائے تو اس میں وہی صفت ہوگی جس کا وہ مجموعہ ہے ورنہ اس صفت کی ضد میں ضرور پائی جائی گی مثلاً قاف Ø کے مجموعہ فَحَثَّهٗ شَخُصٌ سَکَتْ میں نہیں پایا جاتا تو اس میں Ø کی ضد جہر پائی جائیگی اور اسی طرح خُصَّ ضَغُطٍ قِظ کے مجموعہ میں ہے اس وجہ سے اس میں صفت استعلاء ہے اور چونکہ اطباق کے مجموعہ میں نہیں اس لئے اس کی ضد انفتاح پائی جاتی ہے، نیز اذلاق کے مجموعہ میں نہ ہونے کی وجہ سے اس میں صفت اصمات پائی جاتی ہے۔

نوٹ:

اساتذہ کو چاہئے کہ طلباء کو صفات لازمہ کی خوب مشق کرا لینے کے بعد صفات عارضہ شروع کرائیں۔

سوالات

ا...... صفات الحروف کا مطلب بیان کریں۔

۲...... صفات کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں؟

۳...... صفت ¯· Ø کی تعریف اور اس کے حروف کی تعداد بتائیں۔

۴...... صفات متضادہ اور غیر متضادہ میں کیا فرق ہے؟

۵...... حروف کی صفات معلوم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

۶...... ضاد اور ظاء میں کون کونسی صفات پائی جاتی ہیں؟

۷...... ضاد کو کیسے ادا کرنا چاہیئے؟

سبق نمبر ۶

صفات عارضہ

آپ پڑھ چکے ہیں کہ صفات کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صفات لازمہ (۲) صفات عارضہ

پہلی صفات سب حروف میں پائی جاتی ہیں جب کہ دوسری صفات صرف چند حروف میں پائی جاتی ہیں پھر ان دو قسموں کی بھی علیحدہ علیحدہ قسمیں ہیں۔ صفات لازمہ کی قسمیں تو آپ پڑھ چکے ہیں اب صفات عارضہ کی قسمیں اور ان کا بیان پڑھیں گے۔ صفات عارضہ آٹھ حروف میں پائی جاتی ہیں اور ان کی قسمیں یہ ہیں۔

تفخیم ، ترقیق ، ادغام ، اقلاب ، اخفا ، مد اور تسہیل وغیرہ۔

فائدہ: صفات عارضہ کے آٹھ حروف اَوُیَرْمَلَان کے مجموعہ میں جمع ہیں۔

(۱) ہمزہ جو جھٹکے کے ساتھ ادا ہو۔ (۲) واؤ مدہ ولین

(۳) یائے مدہ ولین (۴) میم ساکن ومشدد

(۵) لام (۶) راء

(۷) الف مدہ (۸) نون ساکن ومشدد۔

لام کی تفخیم و ترقیق

لفظ اللہ کے لام کو کبھی موٹا پڑھتے ہیں اور کبھی باریک، اگر لام سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو تو لفظ اللہ کا لام موٹا پڑھا جائے گا جیسے اَرَادَ اللّٰهُ، رَفَعَهُ

www.foyuz.blogspot.com

اللّٰہ، مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ، قَالُوا اللّٰھُمَّ اور اگر لفظ اللّٰہ کے لام سے پہلے زیر ہو تو اس کو باریک پڑھا جائے جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ، بِسْمِ اللّٰہِ، قُلِ اللّٰھُمَّ لفظ اللّٰہ کے سوا باقی سب لام باریک پڑھے جاتے ہیں جیسے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ، رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

فائدہ: موٹے پڑھنے کو تفخیم اور باریک پڑھنے کو ترقیق کہتے ہیں۔

فائدہ: اللّٰھُمَّ بھی لفظ اللّٰہ کا ہی لام ہے اور اس کے پُر اور باریک پڑھنے کا قاعدہ بھی وہی ہے جو لفظ اللّٰہ کے لام کا ہے۔

را کی تفخیم

را کی تفخیم یعنی را کو پُر پڑھنے کے قاعدے یہ ہیں۔

(۱) را پر جب زبر یا پیش ہو جیسے رَبَّكَ، رُبَمَا۔

(۲) را جب ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو جیسے مَرْقَدِنَا، مُرْسَلُوْنَ، تُرْجَعُوْنَ۔

(۳) را ساکن سے پہلے زیر اصلی نہ ہو بلکہ عارضی ہو جیسے اِرْتَابُوْا، اِرْكَبْ مَّعَنَا۔

(۴) را ساکن سے پہلے زیر دوسرے کلمہ میں ہو جیسے اَلَّذِی ارْتَضٰی، رَبِّ ارْحَمْھُمَا۔

(۵) را ساکن کے بعد [illegible] حروف میں سے زبر والا کوئی حرف اسی کلمہ میں آ رہا ہو جیسے فِرْقَةٍ، قِرْطَاسٍ، لَبِالْمِرْصَادِ۔ اس قسم کے یہی چار کلمات قرآن مجید میں آئے ہیں۔

(۶) را ساکن سے پہلے والا حرف بھی جب ساکن ہو تو اس سے پہلے

والے حرف پر زبر یا پیش ہو جیسے اَلْقَدْرُ، اَلْعُسْرُ۔

را کی ترقیق

را کے باریک پڑھنے کے پانچ قاعدے ہیں:

(۱) را کے نیچے جب زیر ہو جیسے رِجَالٌ، رِزْقاً۔

(۲) را جب ساکن ہو اور اس سے پہلے زیر ہو جیسے فِرْعَوْنَ، شِرْعَةً، مِرْفَقاً۔

فائدہ: اس را کے باریک ہونے کی تین شرطیں ہیں:

ا۔ زیر اصلی ہو عارضی نہ ہو۔ ۲۔ اسی کلمہ میں ہو جس میں را ساکن ہے۔

۳۔ را ساکن کے بعد حروف [illegible] میں سے کوئی حرف اسی کلمہ میں نہ ہو۔ اگر ہوگا تو پھر را باریک نہ ہوگی بلکہ پُر پڑھی جائے گی۔

فائدہ: اسی طرح جس را پر روم کے ساتھ وقف کیا جائے وہ بھی اپنی حرکت کے اعتبار سے پُر یا باریک ہوگی یعنی زیر کی صورت میں باریک اور پیش کی صورت میں پُر پڑھی جائیگی۔ روم کا بیان وقف کی بحث میں آرہا ہے۔

(۳) را ساکن سے پہلے یائے ساکنہ آرہی ہو جیسے خَيْرٌ، خَبِيْرٌ، بَصِيْرٌ۔

(۴) را ساکن سے پہلے والا حرف جب ساکن ہو تو اس سے قبل والے حرف کو دیکھا جائے گا اگر اس کے نیچے زیر ہے تو را باریک پڑھا جائے گا جیسے اَلذِّكْرُ، وَلَا بِكْرٌ۔

(۵) امالہ والی را بھی باریک پڑھی جائے گی۔

نوٹ:

امالہ کے معنی مائل کرنے اور جھکانے کے ہیں۔ اصطلاح میں زبر کو زیر کی

www.fovuz.blogspot.com

طرف اور الف کو یاء کی طرف مائل کر کے پڑھنے کو امالہ کہتے ہیں اور یہ قرآن مجید میں روایتِ حفص کے مطابق صرف ایک ہی جگہ میں پایا جاتا ہے جو سورۂ ہود میں لفظ مَجْرٖھَا کی راءمیں ہے اس کی اصل مَجْرٰھَا تھی۔

فائدہ: اساتذہ کرام امالہ کر کے طلباء کو بتلائیں۔

رائے مشدد کا قاعدہ

تشدید والی را کو رائے مشدد کہا جاتا ہے اور یہ اپنی حرکت کے اعتبار سے پُر یا باریک پڑھی جاتی ہے اگر اس پر زبر یا پیش ہو تو پُر اور زیر ہو تو باریک پڑھی جائے گی جیسے سِرٌّ، قُرَّةٌ، شَرِّ، فَرِّقُوْا۔

الف کی تفخیم و ترقیق

الف چونکہ پڑھنے میں ماقبل کے تابع ہوتا ہے اس لئے **تفخیم و ترقیق** میں بھی اس سے پہلے والے حرف کا اعتبار ہوگا۔ اگر الف سے پہلے والا حرف پُر ہو تو الف بھی پُر ادا ہوگا اور اگر الف سے پہلے والا حرف باریک ہو تو الف بھی باریک ادا ہوگا اور یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ حروف [illegible] یعنی استعلاء والے حروف پُر پڑھے جاتے ہیں، ان کے بعد والا الف بھی پُر ہوتا ہے نیز لفظ اللّٰہ کا لام اور را جب پُر ہوں تو ان کا الف بھی پُر پڑھا جائے گا جیسے اَلصِّرَاطَ، ظَالِمُوْنَ، قَالُوْا، خَالِدُوْنَ، صَالِحُوْنَ، ضَآلًّا۔ باریک الف کی مثالیں جیسے شَاهِدِيْنَ، مُكِرِيْنَ، اِذَا، سَجٰى۔

نون ساکن اور تنوین کی تعریف

نون ساکن اس نون کو کہا جاتا ہے جس پر جزم ہو جیسے مِنْ اِلٰهٍ، عَنْهُمْ، اَنْعَمْتَ۔

نون تنوین دو زبر دو زیر اور دو پیش کو کہتے ہیں اور یہ پڑھنے میں نون ساکن ہی کی طرح ہوتا ہے جیسے رَیْبٍ، اَبَدًا، بَرْقٌ البتہ ان دونوں میں فرق اتنا ہے کہ نون ساکن کلمہ کے درمیان میں بھی اور آخر میں بھی آتا ہے اور نون تنوین کلمہ کے آخر میں ہی آتا ہے اور چونکہ تلفظ میں یہ دونوں ایک جیسے ہوتے ہیں اس لئے ان کے قاعدے بھی ایک ہی طرح کے ہیں۔

نون ساکن وتنوین کے قاعدے

نون ساکن وتنوین کے چار قاعدے ہیں۔

(۱) اِظْهَارْ (۲) اِدْغَامْ (۳) اِقْلَابْ (۴) اِخْفَاءْ

اِظْهَارْ:

نون ساکن وتنوین کو اپنے مخرج سے ظاہر کر کے بغیر غنہ کے پڑھتے ہیں جیسے مَنْ اٰمَنَ، مَنْ خَلَقَ، يَنْهَوْنَ، يَنْئَوْنَ، عَذَابٌ اَلِيْمٌ، سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ۔

اِدْغَامْ:

نون ساکن وتنوین کے بعد يَرْمَلُوْنَ کے مجموعہ کے چھ حرفوں یعنی یاء، را، میم، لام، واؤ، نون میں سے کوئی حرف آجائے تو ادغام ہوتا ہے یعنی نون ساکن وتنوین کو ان میں ملا کر ایک مشدد حرف کی طرح پڑھتے ہیں جیسے مِنْ رَّبِّهِمْ، مِنْ لَّدُنْهُ، مَنْ يَّقُوْلُ، مِنْ وَّالٍ، مِنْ نَّاصِرِيْنَ۔

نوٹ:

اس ادغام کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ادغام مع [illegible] (۲) ادغام بلاغنہ لام اور راء میں تو غنہ کے بغیر ادغام ہوتا ہے اور باقی چار حرفوں میں غنہ کے

ساتھ۔

فائدہ: یہ فرق اوپر کے مثالوں سے واضح ہوجاتا ہے۔

نیز اس ادغام کے لئے یہ شرط ہے کہ نون ساکن اور تنوین اور یَرْمَلُوْن کے حروف دو کلموں میں ہوں اور اگر ایک کلمہ میں ہوں گے تو ادغام نہیں ہوگا جیسے دُنْیَا ، قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ، بُنْیَانٌ قرآن مجید میں اس قسم کے یہی چار کلمات ہیں اور ان کے اظہار کو اظہار مطلق (یعنی غیر مقید) کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں نٓ وَالْقَلَمِ اور یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ میں بھی اظہار ہی ہوگا۔

فائدہ: ان دو حروف مقطعات کا ادغام بھی جائز ہے مگر اظہار بہتر ہے۔

اِقْلَاب:

نون ساکن وتنوین کے بعد جب باء آجائے تو اس نون کو میم سے بدل کر غنہ کے ساتھ پڑھتے ہیں مثلاً اَنْبِئْهُمْ ، سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ یہی وجہ ہے کہ ایسے کلمات پر قرآن مجید میں باء کے اوپر چھوٹا سا میم پڑا ہوتا ہے۔

اِخْفَاء:

نون ساکن وتنوین کے بعد جب اخفاء کے پندرہ حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو اس نون ساکن وتنوین میں اخفاء کیا جاتا ہے اور اس کو اخفاء حقیقی کہتے ہیں۔ اخفاء کے حروف یَرْمَلُوْن کے چھ اور حلقی چھ اور باء اور الف کے علاوہ باقی پندرہ ہیں جو اس نظم میں جمع ہیں۔

باء و ثاء و جیم و دال و ذال و زا　　سین و شین و صاد و ضاد و طاء وظاء
فاء و قاف و کاف ہیں یہ پندرہ　　اِنہی کو اخفاء حقیقی ہے لکھا

اخفاء کی مثالیں

کِتَابٌ کَرِیْمٌ ، اَنْتُمْ ، عَنْکُمْ ، یُنْفِقُوْنَ، اَنْذَرْتَھُمْ وغیرہ۔

نوٹ:

اس اخفاء کو ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نہ تو زبان اظہار کی طرح نون ساکن کے مخرج میں پورے طور سے لگے اور نہ ہی ادغام کی طرح دوسرے حرف کے مخرج میں لگے بلکہ ان دونوں کے مابین اس طرح سے ادا ہو کہ تشدید بالکل نہ ہو اور غنہ باقی رہے۔

فائدہ: اساتذہ کو چاہیئے کہ اخفاء اور اظہار اور ادغام کے فرق کو ادا کر کے طلباء کو بتلائیں۔

میم کے قاعدے

ایسی صورت میں کہ میم ساکن کے بعد دوسرا حرف بھی میم ہی ہو تو پہلے میم کو دوسرے میم میں ملا کر ایک مشدد میم کی طرح پڑھا جاتا ہے جس کو ادغام کہتے ہیں جیسے اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ۔

اور ایسی صورت میں کہ میم ساکن کے بعد باء ہو تو میم ساکن کو اپنے مخرج سے نرم کر کے غنہ کے ساتھ پڑھا جائے گا ، اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں جیسے وَمَاھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ، یَعْتَصِمْ بِاللّٰہِ اور جب میم ساکن کے بعد میم اور باء کے علاوہ کوئی اور حرف ہو تو میم ساکن کو اس کے اپنے مخرج یعنی دونوں ہونٹوں سے بغیر صفت غنہ کے ادا کیا جائے گا اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں جیسے اَنْعَمْتَ، فَلَھُمْ اَجْرٌ۔

فائدہ: اس غنہ سے فرعی غنہ کی نفی مراد ہے۔

نون مشدد اور میم مشدد کا قاعدہ

نون اور میم جب مشدد ہوں تو ان میں بھی ایک الف کے برابر غنہ کیا جاتا ہے جیسے اِنَّ، لَمَّا وغیرہ۔

سوالات

۱...... را کے باریک پڑھنے کے کتنے قاعدے ہیں؟ ہر ایک قاعدے کو بیان کریں۔

۲...... الف کن کن صورتوں میں پُر اور باریک پڑھا جاتا ہے؟

۳...... نون ساکن اور تنوین کی تعریف کریں۔

۴...... نون ساکن اور تنوین کے کتنے قاعدے ہیں؟

۵...... میم ساکن کے قاعدے بیان کریں۔

سبق نمبر ۷

صفت [illegible] وادغام

مد کے لغوی معنی کھینچنے اور دراز کرنے کے ہیں، علم تجوید میں حروف مدہ اور حروف لین میں آواز کو دراز کر کے پڑھنے کو مد کہتے ہیں۔ حروف مدہ اور لین کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ الف، واؤ اور یاء جب ساکن ہو اور ان سے قبل حرکت موافق ہو یعنی الف ساکن سے پہلے زبر اور یاء ساکن سے پہلے زیر اور واؤ ساکن سے پہلے پیش ہو تو انہیں مدہ کہتے ہیں جیسے قَالَ، قِيْلَ، قُوْلُوْا اور جب واؤ اور یاء ساکن سے پہلے زبر ہو تو انہیں حروف لین کہتے ہیں جیسے خَوْفٌ، صَيْفٍ وغیرہ ،اور قرآن مجید میں انہی حروف پر مد کیا جاتا ہے اور ان کے سوا کسی اور حرف پر اگر آواز کو لمبا کیا جائے گا تو اس پر مد کا اطلاق نہیں ہوگا۔

مد کی قسمیں

مد کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مد اصلی (۲) مد فرعی

مد اصلی:

یہ ایسی قسم کی مد ہے جو حروف مدہ کی ذات میں پائی جاتی ہے اور اس کے لئے کسی سبب کی ضرورت نہیں ہوتی اور اگر یہ ادا نہ ہو تو حرف کی ذات ہی باقی نہیں رہتی جس سے لحن جلی لازم آتی ہے اسی وجہ سے اسے مد ذاتی بھی کہتے ہیں، اس مد کو ایک الف کے برابر کھینچنا ضروری ہوتا ہے۔

مد فرعی:

یہ ایسی قسم ہے جو حروف مدہ کی اصلی مقدار یعنی ایک الف سے زائد ہوتی ہے

اوراس کے لئے سبب کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ مد کے سبب دو ہیں۔ (۱) ہمزہ (۲) سکون

محل مد جسے شرط مد بھی کہتے ہیں حروف مدہ اور حروف لین ہیں۔

مد فرعی کی اجمالی قسمیں چار ہیں جبکہ تفصیلی نو بنتی ہیں۔

اجمالی قسمیں یہ ہیں:

۱......مد متصل:

جب حرف مدہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو جس میں حرف مدہ ہے جیسے اُولٰٓئِكَ، سَوَآءٌ، سِيٓـٴَتُ وغیرہ تو یہ مد متصل کہلاتی ہے۔

۲......مد منفصل:

جب حرف مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو جیسے اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ، قَالُوۡۤا اٰمَنَّا، فِیۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ وغیرہ تو یہ مد منفصل کہلاتی ہے۔

۳......مدلازم

جب حرف مدہ کے بعد سکون لازم ہو یعنی ایسا ساکن جو وقفاً و وصلاً باقی رہے جیسے آٰلۡـٰٔنَ، حَآجَّكَ، وَلَا الضَّآلِّيۡنَ وغیرہ تو ایسے مد کو مدلازم کہتے ہیں۔

۴......مدعارض:

جب حرف مدہ کے بعد سکون عارضی ہو یعنی وقف کے سبب سے ہو جیسے اَلۡعٰلَمِيۡنۡ، مُسۡتَقِيۡمۡ وغیرہ تو ایسے مد کو مدعارض کہتے ہیں۔

مدلازم کی قسمیں

مدلازم کی بھی تفصیلی اعتبار سے چار قسمیں ہیں۔

(۱) لازم کَلِمِی مُثَقَّل　　(۲) لازم کَلِمِی مُخَفَّف

(۳) لازم حرفی مُخَفَّف　　(۴) لازم حرفی مُثَقَّل

۱......لازم کلمی ÿ :

ایسے مدکو کہتے ہیں کہ حرف مدہ کے بعد سکون لازم مشدد ہوکر کلمہ میں آئے جیسے اَلْحَآقَّةُ ، تَأْمُرُوْٓنِّیْ وغیرہ۔ اَلْحَآقَّةُ میں الف مدہ کے بعد قاف ساکن مشدد ہوکر آیا ہے اور تَأْمُرُوْٓنِّیْ میں واؤ مدہ کے بعد نون ساکن مشدد ہوکر آیا ہے۔

۲......لازم کلمی ý :

ایسے مدکو کہتے ہیں کہ حرف مدہ کے بعد سکون لازم کلمہ میں مشدد ہوکر نہ آئے بلکہ محض سکون ہی ہو جیسے آٰلْئٰنَ۔ اس میں الف مدہ کے بعد لام کا سکون لازم ہے جو کہ تشدید کی شکل میں نہیں ہے۔

۳......لازم حرفی ÿ :

حرف مدہ کے بعد سکون لازم تشدید کی صورت میں حرف میں ہی پایا جائے اور یہ صورت صرف حروف مقطعات میں ہی پائی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ حروف سورتوں کے شروع والے حروف ہوتے ہیں جو جدا جدا کر کے پڑھے جاتے ہیں جیسے الٓمّٓ میں لام کا مد طٰسٓمّٓ میں سین کا مدحرفی ÿ ہے۔

فائدہ: حروف مقطعات کل چودہ حروف ہیں جو کہ کَمْ عَسَلٍ

نَقَّصَ حَیٌّ طَاھِرٌ کے مجموعہ میں جمع ہیں۔

۴......لازم حرفی ý :

حرف مدہ کے بعد سکون لازم حرف میں ہی پایا جائے جیسے الٓمٓ میں میم کا مد، طٰسٓمٓ میں میم کا مد، کٓھٰیٰعٓصٓ میں کاف اور صاد کا مد حرفی مخفف ہیں۔ مد فرعی کی ان تمام قسموں میں محل مد حروف مدہ ہیں۔

ان کے علاوہ مد کی دو قسمیں اور بھی ہیں جو حروف لین سے تعلق رکھتی ہیں یعنی ان میں محل مد حروف لین ہیں۔ (۱) لین عارض (۲) لین لازم

۱......لین عارض:

جس میں حروف لین کے بعد سکون عارضی ہو جیسے خَوْفٍ، لَارَیْبَ پر وقف کرنے یعنی ٹھہرنے کی صورت میں فاء اور باء ساکن ہو جاتے ہیں اور وصل کی صورت میں یہ متحرک پڑھے جاتے ہیں۔ اس لئے وقف کی صورت میں تو مد ہوتا ہے مگر وصل کی صورت میں نہیں ہوتا۔

۲......لین لازم:

حروف لین کے بعد جب سکون لازم ہو تو ایسے مد کو لین لازم کہتے ہیں اور یہ مد قرآن کریم میں صرف دو ہی مقامات پر پایا جاتا ہے جو مریم او شوریٰ میں ہے۔

فائدہ: عین مریم اور عین شوریٰ سے کٓھٰیٰعٓصٓ کا عین اور حمٓ عٓسٓقٓ کا عین جو حروف مقطعات میں پایا جاتا ہے مراد ہے۔

نوٹ:

مد متصل اور منفصل دونوں میں توسط ہوتا ہے اور توسط کی مقدار دو الف،

اڑھائی الف یا چار الف کے برابر ہے جب کہ مدلازم کی چاروں قسموں میں طول ہے اور طول تین یا پانچ الف کے برابر ہوتا ہے۔

مدلین لازم اور مد عارض میں طول توسط اور قصر تینوں درست ہیں اور قصر ایک الف کے برابر کھینچنے کو کہتے ہیں نیز مدلین عارض میں قصر بہتر ہے اور توسط یا طول بھی کر سکتے ہیں۔

ادغام کی تفصیلی بحث

آپ پڑھ چکے ہیں کہ نون ساکن وتنوین کا یَرْمَلُوْنَ کے چھ حرفوں میں ادغام ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ ادغام کے مندرجہ ذیل چند مزید قاعدے بھی ہیں۔

جب ایک طرح کے دو حروف جمع ہو کر آرہے ہوں اور ان میں پہلا ساکن ہو تو اس ساکن کو دوسرے میں ملا کر مشدد کر کے پڑھتے ہیں اور اسے ادغامِ مثلین کہتے ہیں جیسے اِذْذَّهَبَ، قَدْدَّخَلُوْا۔

جب ایک مخرج کے دو حروف اکٹھے آرہے ہوں جیسے طاء دال کہ ان کا مخرج ایک ہے تو اگر ان میں پہلا حرف ساکن ہو تو اس کا دوسرے میں ادغام کیا جاتا ہے جب کہ یہ صورت قرآن مجید میں صرف سات حروف میں پائی جاتی ہے۔

(۱) تا کا دال میں جیسے اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللهَ

(۲) دال کا تا میں جیسے قَدْ تَّبَیَّنَ

(۳) تا کا طا میں جیسے قَالَتْ طَّآئِفَةٌ

(۴) طا کا تا میں جیسے فَرَّطْتُّ، بَسَطْتَّ، اَحَطْتُّ اور فَرَّطْتُّمْ۔ البتہ یہ ادغام ناقص ہوگا یعنی طا کی صفت اطباق کو ادا کریں گے، مگر ا[illegible] نہیں۔ اس قسم کے یہی چار کلمات ہیں۔

(۵) ذال کا ظا میں جیسے اِذْ ظَّلَمُوْا

(٦) ثا کا ذال میں جیسے یَلْهَثْ ذّٰلِكَ

(۷) با کا میم میں جیسے اِرْكَبْ مَّعَنَا۔ اس قسم کے ادغام کو متجانسین کہتے ہیں۔

جب ایسے دو حروف جو قریب المخرج یا قریب الصفات ہوں اور اکٹھے آرہے ہوں نیز ان میں پہلا ساکن ہو تو اس کا دوسرے میں ادغام کیا جاتا ہے۔ اور اسے ادغام متقاربین کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس ادغام کی صرف چند ہی صورتیں پائی جاتی ہیں۔ لام کا را میں جیسے بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ، قُلْ رَّبِّ قاف کا کاف میں اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ وغیرہ۔

لامِ اَلْ کا ادغام

یہ ادغام حروف شمسیہ میں ہوتا ہے جو اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ کے حروف کے علاوہ باقی حروف ہیں جیسے اَلنَّاسُ، اَلرَّحْمٰنُ، اَلتَّآئِبَات اور اَلثَّاقِبُ وغیرہ۔ اس ادغام کو ادغامِ شمسی کہتے ہیں اور اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ کے حروف میں سے کوئی حرف جب لَامِ اَلْ کے بعد آئے تو لام تعریف کا اظہار ہوتا ہے اور اس اظہار کو اظہار قمری کہتے ہیں جیسے اَلْكَوْثَرُ، اَلْحَمْدُ، اَلْقَارِعَةُ، اَلْحَجُّ وغیرہ۔

فائدہ: لَامِ اَلْ کو لامِ تعریف بھی کہتے ہیں۔

سوالات

١...... مد کے معنی اور اس کے قاعدے بیان کریں۔

٢...... مد اصلی اور مد فرعی کی تعریف کریں۔

٣...... مد متصل اور مد منفصل کی تعریف کریں۔

۴...... مدلازم کی قسمیں اور ان کی تعریف کریں۔

۵...... حرف لین کے بعد جب سکون لازم ہو تو ایسے مد کو کیا کہتے ہیں؟

۶...... مثلین کس قسم کا ادغام ہوتا ہے؟

۷...... ادغام شمسی اور اظہار قمری کی تعریف کریں۔

www.foyuz.blogspot.com

سبق نمبر ۸

وقف کا بیان

عزیز طلبہ اب تک آپ جو کچھ پڑھ چکے ہیں یہ تمام باتیں قرآن کریم کو تجوید کے اصولوں کے مطابق پڑھنے سے متعلق تھیں اور اب آپ وقف کے قاعدوں اور ضابطوں کے متعلق پڑھیں گے کیونکہ حروف کو تجوید کے قاعدوں اور ضابطوں کے مطابق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وقف کے قاعدوں اور ضابطوں کی بھی پابندی ہو، وقف کے مسائل کو بھی جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ علم تجوید کے ضمن میں مخارج اور صفات کے مسائل کو جاننا ضروری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا یہ جاننا چاہیئے کہ ترتیل کا حق اسی صورت میں ادا ہوتا ہے جبکہ حروف کو ان کے مخارج اور صفات سے ادا کرتے ہوئے وقف کے قاعدوں کا بھی خاص خیال رکھا جائے۔

وقف کی تعریف

وقف کے لفظی معنی ٹھہرنے اور روکنے کے ہیں اور اصطلاح میں وقف کی تعریف یہ ہے کہ کلمہ کے آخر پر سانس اور آواز دونوں کو توڑ دینا اور اس حرف کو ساکن کر دینا جس پر وقف کیا جائے۔

فائدہ: جس حرف پر وقف کیا جاتا ہے اسے موقوف علیہ کہتے ہیں۔

وقف کی قسمیں

وقف کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) کیفیت وقف (۲) محل وقف

۱......کیفیت وقف:

اس کا مطلب یہ ہے کہ وقف کرنے کا طریقہ اور قاعدہ یعنی یہ جاننا کہ کسی کلمہ پر وقف کس طرح کیا جاتا ہے؟

۲......محل وقف:

اس کا مطلب یہ ہے کہ وقف کرنے کا موقع اور اس کی جگہ یعنی یہ جاننا کہ کس کلمہ پر وقف کرنا معنی کے اعتبار سے ضروری ہے۔

کیفیت وقف کی قسمیں

کیفیت وقف کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) وقف بالاسکان　(۲) وقف بالاشمام

(۳) وقف بالروم　(۴) وقف بالابدال

(۵) وقف بالسکون

وقف بالاسکان:

کلمہ کے آخر پر سانس اور آواز دونوں کو توڑ دینا اور موقوف علیہ کو بالکل ساکن کر دینا وقف بالاسکان کہلاتا ہے یہ وقف زبر، زیر اور پیش تینوں حرکتوں میں ہوتا ہے جیسے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، یَوْمِ الدِّیْنِ، نَسْتَعِیْنُ۔

وقف بالاشمام:

موقوف علیہ کی حرکت کی طرف ہونٹوں سے اشارہ کرنے کو وقف بالاشمام کہتے ہیں۔ یہ وقف صرف پیش ہی میں ہوتا ہے جیسے خَبِیْرٌ، نَسْتَعِیْنُ وغیرہ۔

وقف بالابدال:

جب موقوف علیہ پر دو زبر کا تنوین ہو تو اسے وقف میں الف سے بدل دیا جاتا ہے اسی طرح تاء جو گول ھا کی شکل میں لکھی ہوتی ہے وقف میں ہائے ساکنہ سے بدل جاتی ہے اور ایسے وقف کو وقف بالابدال کہتے ہیں جیسے تَوَّابًا، اَفْوَاجًا، رَحْمَةً، اَلْقَارِعَةُ وغیرہ۔

وقف بِالرَّوْمْ:

موقوف علیہ کی حرکت کے تہائی حصہ کو ادا کرنا وقف بالروم کہلاتا ہے۔ یہ وقف زیر اور پیش دونوں میں ہوتا ہے جیسے وَالْفَجْرِ، نَسْتَعِيْنُ۔

وقف بالسکون:

جب کلمہ کا آخری حرف پہلے ہی سے ساکن ہو تو اس پر صرف سانس اور آواز کو توڑ دیتے ہیں اس وقف کو وقف بالسکون کہتے ہیں جیسے سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ میں ھا پر اور قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلَامٌ میں بُشْرٰى کی را پر وقف کیا جائے۔

محل وقف کی قسمیں

محل وقف کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) تام (۲) کافی (۳) حسن (۴) قبیح

تام:

جب وقف ایسی جگہ پر کیا جائے جہاں لفظ و معنی دونوں کی رُو سے کلام ختم ہو تو ایسے وقف کو وقف لَا تام کہتے ہیں جیسے سورہ بقرہ کے شروع میں هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ○ پر وقف وG لَا تام ہے۔

کافی:

جب وقف ایسی جگہ کیا جائے جہاں لفظ کے اعتبار سے تو جملہ مکمل ہوتا ہو لیکن معنی کے اعتبار سے بات جاری ہو تو ایسی جگہ پر وقف کرنے کو کافی کہتے ہیں جیسے وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ○

حسن:

جب وقف ایسی جگہ پر کیا جائے جس کے ماقبل کا مابعد سے لفظی تعلق ہو تو ایسی جگہ وقف کرنے کو حَسَن کہتے ہیں جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پر یا اَلْعٰلَمِیْنَ پر وقف کرنا وقف حسن کہلاتا ہے۔

قبیح:

ایسے مقام پر کہ لفظ کے اعتبار سے جملہ مکمل نہ ہوتا ہو جیسے فعل پر فاعل کے بغیر یا شرط پر جزا کے بغیر وقف کر دیا جائے تو اس کو وG لَا قبیح کہتے ہیں جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں اَلْحَمْدُ پر وقف وG لَا قبیح ہے۔ وG لَا تام اور کافی کے موقع پر تو بعد سے پڑھنا چاہیے اور وG لَا حسن اگر آیت کے سِرا پر ہو تو بعد سے پڑھا جائے گا اور اگر آیت کے درمیان میں واقع ہو تو پیچھے سے پڑھا جائے گا البتہ وG لَا قبیح کے موقع پر ماقبل سے لوٹا کر ہی پڑھا جائے گا اور لوٹا کر پڑھنے کو اعادہ کہتے ہیں اور بعد سے پڑھنے کو ابتدا کہتے ہیں۔

نوٹ:

وقف قبیح پر وقف مجبوری کی وجہ سے کیا جاتا ہے یعنی سانس پھول جائے یا

کھانسی وغیرہ آجائے عمداً جائز نہیں ۔ چونکہ ان تمام باتوں سے واقفیت عربی گرائمر سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد ہی ہوسکتی ہے اس لئے علماء تجوید وقرأت نے ایسے موقع پر کچھ علامات مقرر فرمادی ہیں جن کی تفصیل آگے رموزِ اوقاف میں آرہی ہے۔

سوالات

١...... وقف کے مسائل کو جاننا کیوں ضروری ہے؟

٢...... وقف کے کیا معنی ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

٣...... کیفیت وقف کی کونسی قسمیں ہیں؟

٤...... وقف بالا بدال، وقف بالروم اور وقف بالسکون کی تعریف کرو۔

٥...... محل وقف کی تمام قسموں کی تعریف کریں۔

رموزِ اَوقاف

قرآن مجید کی سمجھ کر قرأت و تلاوت کے لئے خاص خاص رموز اوقاف (ٹھہرنے کے اشارے) مقرر ہیں اور ہر رمز کی کیفیت مندرجہ ذیل سطور میں تفصیل سے واضح کی گئی ہے۔

م: جہاں قرآن مجید میں بصورت وقف میم (م) لکھا ہوا ہو وہاں وقف کرنا (ٹھہرنا) ضروری ہے۔ یہ میم (م) وقف لازم کی رمز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمز (م) کے سامنے حاشیہ میں ''وقف لازم'' لکھا ہوتا ہے یہاں وقف نہ کرنے کی وجہ سے مطلب کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔

ط: یہ علامت ''وقف مطلق'' کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس مقام پر بات پوری ہوگئی لہٰذا یہاں قاری کو وقف کر کے آگے قراءت کو جاری رکھنا چاہئے۔

ج: وقف جائز کی علامت ہے یہاں وقف کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔

ز: وقفِ مجوز کی علامت ہے یہاں نہ ٹھہرنا ہی بہتر ہے۔

ص: وقف مُرَخَّص کی علامت ہے، گو ٹھہرنے کی رخصت ہے مگر وقفِ مجوز کی نسبت نہ ٹھہرنا زیادہ بہتر ہے۔

ق: قَدۡ قِيۡلَ یا قَدۡ قِيۡلَ عَلَيۡهِ الۡوَقۡفُ کی علامت ہے۔ مراد یہ ہے کہ بعض علماء نے یہاں وقف کرنے کو کہا ہے مگر یہاں وقف نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

قِف: يُوۡقَفُ عَلَيۡهِ یا يَقِفُ عَلَيۡهِ الۡوَاقِفُ۔ یہاں ٹھہرا جاتا ہے۔ یا ٹھہرنے والا اس مقام پر ٹھہر جاتا ہے کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہر سکتے

ہیں اور اگر وقف نہ کیا جائے تو عبارت کا مطلب نہیں بگڑتا۔

س: ''سکتہ'' کی علامت ہے اور کبھی لفظ سکتہ لکھ دیا جاتا ہے۔ سکتہ کے معنی ہیں سانس لئے بغیر تھوڑا ٹھہر جانا۔

○: یہ دائرہ آیت کی علامت ہے۔ یہاں پہنچ کر وقف کر لینا چاہئے اگر دائرے پر ''م'' یا ''ط'' یا ''ج'' وغیرہ درج ہو تو وقف اور ملا کر پڑھنے کے اعتبار سے آیت اس رمز کے تابع ہوگی۔

لا: یہ لَاوَقْفَ عَلَيْهِ اس مقام پر کوئی وقف نہیں کی علامت ہے، یہاں وقف نہیں کرنا چاہئے۔ اگر یہ علامت کے اوپر ہو اور وقف کر لیا ہو تو آگے سے ہی پڑھنا چاہئے پیچھے سے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

وقفہ: لمبے سکتے کی علامت، یعنی جتنی دیر سانس لیتے ہیں، پڑھنے والا اس سے کم ٹھہرے۔ علم قرأت کی اصطلاح میں سکتہ اور وقفہ قریب المعنی ہیں، لیکن سکتہ وصل سے قریب تر ہوتا ہے اور وقفہ وقف سے۔

صل: یہ قَدْ يُوْصَلُ (کبھی کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے) کا مخفف ہے، یعنی پڑھنے والا کبھی اس جگہ ٹھہر جاتا ہے، کبھی نہیں ٹھہرتا مگر یہاں وقف کرنا احسن ہے۔

صلے/صلی: یہ اَلْوَصْلُ اَوْلٰی کا مخفف ہے، یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔ جہاں ایک سے زیادہ علامتیں ہوں، وہاں اوپر کی علامت کا اعتبار ہوتا ہے، اسی طرح اگر ایک سے زیادہ علامتیں ایک سیدھ میں ہوں، تو آخری علامت کا اعتبار ہوگا۔

∴ ∴: اگر کوئی عبارت تین تین نقطوں کے درمیان گھری ہوئی ہو تو پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ پہلے تین نقطوں پر وقف کر کے دوسرے تین نقطوں پر وصل کرے، یا پہلے تین نقطوں پر وصل کر کے دوسرے تین نقطوں پر

وقف کرے۔اس قسم کی عبارت کو معانقہ یا مراقبہ کہتے ہیں۔

لاؕ : جہاں الف پر علامت ° ہو وہاں الف کا تلفظ نہیں کیا جاتا لا کے معنی نہیں ہے۔

ك: کذٰلك کی علامت ہے۔یعنی جو رمز پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔

سبق نمبر ۹

بعض ضروری مسائل

ترتیل القرآن سے متعلق جملہ مسائل بیان ہوچکے ہیں اور یہاں پر بعض ضروری باتوں کو بیان کیا جاتا ہے۔

چوبیسویں پارہ کی سورہ حٰمٓ سجدہ کے پانچویں رکوع کے آخر میں لفظ ءَاَعْجَمِیٌّ کے دوسرے ہمزہ کو نرم کر کے پڑھا جاتا ہے اس کو تسہیل کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں روایت حفصؒ کے مطابق چار مقامات پر سکتہ کیا جاتا ہے یعنی تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرنا پڑتا ہے مگر اس طرح کہ سانس نہ ٹوٹے۔ یہ چار مقامات یہ ہیں۔

(۱) مَنْ ؎سکتہ رَاقٍ — سورہ قیامہ

(۲) بَلْ ؎سکتہ رَانَ — سورہ EG ýG

(۳) عِوَجاً ؎سکتہ قَیِّماً — سورہ کہف

(۴) مِنْ مَّرْقَدِنَا ؎سکتہ هٰذَا — سورہ یٰسین۔

مندرجہ ذیل چند مقامات پر لام کے بعد الف لکھا ہوا تو ہے مگر پڑھیں گے نہیں۔ لٰکِنَّا هُوَاللّٰهُ سورہ کہف لٰکِنَّا میں الف تو ہے مگر پڑھا نہیں جاتا، البتہ وقف میں پڑھیں گے۔ سَلَاسِلَا جو سورہ دہر میں ہے اس کے دوسرے لام کے بعد الف تو ہے مگر پڑھا نہیں جائے گا۔ البتہ وقف کی صورت میں پڑھنا اور نہ پڑھنا

دونوں طرح درست ہے۔

قَوَارِيْرَا قَوَارِيْرَا سورہ دہر میں دو دفعہ ہے دوسرے قَوَارِيْرَا کے الف کو تو کسی صورت میں نہیں پڑھا جائے گا البتہ پہلے کے الف کو اگر وقف کریں تو پڑھا جائے گا اور اگر وقف نہ ہو تو نہیں پڑھا جائے گا۔

اسی طرح یہ بھی خیال رہے کہ لَئِنْ بَسَطْتَّ، اَحَطْتُّ نیز مَافَرَّطْتُّمْ اور مَافَرَّطْتُّ میں ادغام ناتمام ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ طاء کو تاء کے ساتھ ملا کر مشدد کر کے اس طرح پڑھا جائے کہ طاء اپنی صفت استعلاء اور اطباق کے ساتھ بغیر کے ادا ہو۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں ادغام تام بہتر ہے یعنی قاف بالکل نہ پڑھا جائے اور قاف کو کاف کے ساتھ بدل کر مشدد کر کے پڑھا جائے گا۔

قرآن مجید میں چار کلمات میں صاد کے اوپر چھوٹا سا سین بھی لکھا ہوتا ہے مثلاً سورہ بقرہ میں يَبْصُطُ، سورہ اعراف میں ہے فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ان دونوں جگہوں میں سین پڑھا جائے گا اور سورہ طور میں ہے اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ اس میں سین بھی پڑھا جاتا ہے اور صاد بھی۔ سورہ غاشیہ میں ہے بِمُصَيْطِرٍ اس میں صاد ہی پڑھا جائے گا۔

قرآن کریم میں کئی مقامات پر لَا لکھا ہوا ہے یعنی لام کے بعد الف لکھا ہے مگر اس لام کو بغیر الف کے یعنی لَ پڑھیں گے۔

سورہ آل عمران میں ہے لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ۔

سورہ توبہ میں ہے وَلَا اَوْضَعُوْا۔

سورہ نمل میں ہے اَوْلَا اَذْبَحَنَّهٗ۔

سورہ الصّٰفّٰت میں ہے لَااِلَى الْجَحِيْمِ۔ سورہ حشر میں ہے لَا اَنْتُمْ اَشَدُّ۔

ان تمام مقامات پر لَا کو (لَ) پڑھا جائے گا اور اگر لَا پڑھیں گے تو مثبت منفی ہو کر معنی بدل جائیں گے۔ جیسے لَا اِلَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ میں (لَ) بغیر الف کے معنی یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور جمع کئے جاؤ گے اور لَا بالالف کے معنی یوں ہو جائیں گے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف جمع نہیں ہو گے۔

اسی طرح لفظ ہے اَفَا۟ئِنۡ مگر پڑھا جائے گا اَفَئِنۡ۔ بعض مقامات پر لکھا ہوا ہے مَلَا۟ئِہٖ مگر پڑھا جائے گا مَلَئِہٖ سورہ کہف میں لکھا ہے لِشَا۟یۡءٍ مگر پڑھا جاتا ہے لِشَیۡءٍ اسی طرح لکھا ہوا ہے نَبَا۟یءٍ مگر پڑھا جاتا ہے نَبَیءٍ یعنی بغیر الف کے۔

نوٹ:

یہ سوال کہ یہ کلمات جب پڑھے دوسرے طریقے سے جاتے ہیں تو پھر ایسے لکھنے کا کیا فائدہ؟ سو یہ ایک مستقل علم ہے جسے قرآن مجید کا رسم خط کہتے ہیں اس کے پڑھنے کے بغیر اس کی وجہ نہیں سمجھ آئے گی۔

سوالات

۱...... تسہیل کی تعریف بیان کریں۔

۲...... روایتِ حفصؒ کے مطابق کن کن مقامات پر سکتہ کیا جاتا ہے؟

۳...... قرآن کریم میں ایسے لفظ کون سے ہیں جو لکھے تو صاد سے ہوتے ہیں مگر صاد پر چھوٹا سا سین بھی ہوتا ہے؟

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ○ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ○ وَارۡحَمۡنَا مَعَھُمۡ بِرَحۡمَتِكَ یَا اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ ○ تَمَّتۡ بِالۡخَیۡرِ

www.foyuz.blogspot.com